بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

Regd. No. 67

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly Badr Qadian

جلد ۱۸ — شمارہ ۳۸

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۶ ؍تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۵ ؍تبوک کی کراچی سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

★ —— حضرت اقدس کے حرم محترم کی طبیعت بھی بفضلہٖ تعالیٰ بہتر ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۱۶ ؍تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہُ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ —— حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ؎

—※—

۵ ؍رجب ۱۳۸۹ سنہ ہجری — ۱۸ ؍تبوک ۱۳۴۸ سنہ ہجری شمسی — ۱۸ ؍ستمبر ۱۹۶۹ سنہ عیسوی

وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ

قرآنِ مجید کی ایک اور پیشگوئی کا ایمان افروز ظہور

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ

اجرامِ فلکیّہ کے متعلق پیشگوئی

قرآن پاک کی آخری زمانہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیوں میں سے ایک اہم پیشگوئی

وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ
(سورہ تکویر پ ۳۰)

کے پُرجلال الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ فرمایا کہ وقت آنے والا ہے جب آسمانوں کی کھال اتاری جائے گی۔ ان کے حقائق و دقائق کو پوری طرح معلوم کیا جائیگا۔ اُن کے خواص و حالات کا پتہ لگایا جائے گا۔

عربی زبان میں کَشَطَ کے معنے (۱) پردہ اٹھا دینے (۲) اور کھال اتارنے کے ہوتے ہیں۔ (اقرب الموارد) پردہ بھی رازوں اور اَسرار سے اٹھایا جاتا ہے۔ اور کھال اتارنا خود باریک اُمور کی تحقیق کے لئے ایک محاورہ ہے کہتے ہیں فلاں تو بال کی کھال اتارتا ہے۔ لغت کے ان معنوں کی رُو سے آیتِ کریمہ وَ اِذَا السَّمَآءُ کُشِطَتْ کے دو معنے ہو سکتے ہیں:—

اوّل: یہ کہ آخری زمانہ میں، قربِ قیامت میں آسمانی علوم و حقائق کا بنی نوعِ انسان پر خاص انکشاف ہوگا۔ آسمانی وحی سے علومِ روحانیہ اور مادیہ کی غیر معمولی ترقی ہوگی۔ اِن معنوں کی تائید سورۃ الزلزال کی آیت بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَهَا سے بھی ہوتی ہے کہ مامور پیدا ہوگا۔ اُسے وحیٔ آسمانی سے سرفراز فرمایا جائے گا۔ اُس وحی کی تاثیرات سے آسمانوں اور زمین میں عجیب در عجیب انکشاف ہوں گے۔

دوم: آسمان سے مراد اجرامِ فلکیّہ ہیں۔ ان کے اسرار انسانوں سے مخفی تھے۔ آخری زمانہ میں علمِ ہیئت و سائنس کو غیر معمولی ترقی ہوگی۔ اور انسان اپنی حد تک آسمانوں کی کھال اتارنے پر کمربستہ ہو جائے گا اور بہت سے آسمانی حقائق کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اِن معنوں کی تائید یاجوج و ماجوج کی مادی ترقیات کے سلسلہ میں قرآنی پیشگوئی کے الفاظ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ (الانبیاء ع ۶) سے ہوتی ہے۔ فرمایا کہ یاجوج و ماجوج آخری زمانہ میں ہر بلندی پر دوڑتے پھریں گے۔

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے مطبوعہ مترجم قرآن کریم میں اس آیت کے ترجمہ میں لکھا ہے:—

"جب آسمان کھل جاوے گا اور اس کے کھلنے سے آسمان کے اُوپر کی چیزیں نظر آنے لگیں گی۔"

سورہ تکویر کی دس پیش خبریاں

سورہ تکویر میں پیشگوئی وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ سے پیشتر یہ اہم خبریں مذکور ہیں۔ (۱) سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ (۲) ستارے بے نور ہو جائیں گے۔ (۳) پہاڑوں کو چلایا جائے گا۔ (۴) اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔ (۵) وحشیوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ (۶) دریاؤں کو چیرا جائے گا۔ (۷) انسانوں کو باہم ملا دیا جائے گا۔ (۸) زندہ درگور کی گئی کے بارے میں بازپرس ہوگی کہ کس گناہ کے باعث اُسے قتل کیا گیا۔ (۹) کتابوں، اخبارات اور صحیفوں کی اشاعت بکثرت ہوگی —— ان نو پیشگوئیوں کے بعد فرمایا ہے (۱۰) وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ کہ اس وقت آسمانوں کی کھال اتاری جائیگی۔

پیشگوئیوں کا تعلق زمانۂ مسیح موعود سے ہے

اِن پیشگوئیوں کو بعض مفسرین نے قیامت پر چسپاں کیا ہے۔ اِس توجیہہ کی تردید کئے بغیر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان ساری پیشگوئیوں کا اصل تعلق آخری زمانہ سے ہے۔ جو قربِ قیامت کا زمانہ ہے۔ جسے مسیح موعود کا زمانہ بھی کہتے ہیں۔ ہمارے اِس رجحان کی تائید حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے۔ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے زمانہ کی علامات میں فرمایا ہے وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا۔ (صحیح مسلم) کہ مسیح موعود کے وقت میں تیز رو اونٹنیوں کو بھی ترک کر دیا جائے گا۔ تیز روی کے لئے اُن سے کام نہیں لیا جائے گا۔ یعنی اس زمانہ میں تیز رفتاری کے لئے اور سواریاں ایجاد ہو جائیں گی۔ اور اس پہلو سے اُونٹ گویا متروک ہو جائیں گے۔ حدیث نبوی کی یہ پیشگوئی نہایت واضح طور پر آیت کریمہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ کی تفسیر ہے۔ اِس حدیث سے متعین ہو جاتا ہے کہ سورہ تکویر کے آغاز میں بیان شدہ علامات کا تعلق واضح طور پر مسیح موعود کے زمانہ سے ہے جو آخری زمانہ کہلاتا ہے۔

پیشگوئیوں کا واضح ظہور

واقعاتی تصدیق پیشگوئیوں کے معانی متعین کرنے میں بڑی دلیل ہوتی ہے۔ زمانہ گواہ ہے کہ ظاہری سُورج کے گہن میں آنے کے علاوہ آفتابِ حقیقت صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے۔ بیگانے تو بیگانے تھے اپنے بھی خود اعتراف کر رہے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ ؍فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ ؍دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اٹھترویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ ؍فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ ؍دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ پراونشل امراء۔ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اِس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں ؎

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان !
مورخہ ۱۸ر تبوک ۱۳۴۸ ہش

مقاماتِ مقدّسہ کی نسبت اسرائیل کے مذموم عزائم

آج سے اکیس سال قبل دُنیا کی زبردست طاقتوں کے بل بوتے پر جب اسرائیل کی نام نہاد مملکت معرضِ وجُود میں آئی تو جماعتِ احمدیہ کے مقدّس امام ہمام نے بڑے ہی درد مند دِل کے ساتھ اُن خدشات کی طرف واضح اِشارہ کیا جو اس مملکت کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہو سکتے ہیں۔ حضورؓ نے اپنے ایک مضمُون بعنوان "الکفر مِلّۃٌ واحِدۃٌ" میں یہودی ریشہ دوانیوں کا ذِکر کرتے ہوئے لِکھا :-

"یہی دشمن ایک مقتدر حکومت کی صُورت، میں مدینہ کے پاس سَر اٹھانا چاہتا ہے۔ شاید اِس نیّت سے کہ اپنے قدم مضبُوط کرلینے کے بعد وہ مدینہ کی طرف بڑھے۔ جو مسلمان یہ خیال کرتا ہے کہ اِس بات کے اِمکانات بہت کمزور ہیں اس کا دماغ خود کمزور ہے۔ عرب اس حقیقت کو سمجھتا ہے۔ عرب جانتا ہے کہ اب یہُودی عرب میں سے عربوں کو نکالنے کی فِکر میں ہے۔ اِس لئے وہ اپنے جھگڑے اور اختلاف کو بھُول کر متحدہ طور پر یہُودیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ مگر کیا عربوں میں طاقت ہے۔ کیا یہ معاملہ صِرف عرب سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اِس مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ صِرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے۔ سوال فلسطین کا نہیں، سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکّہ مکرّمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں، سوال محمدؐ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کی عِزّت کا ہے۔ دشمن باوجُود اپنی مخالفتوں کے اِسلام کے مقابل اکٹھا ہو گیا ہے۔ کیا مسلمان باوجُود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقعہ پر اکٹھا نہیں ہوگا ؟"

آج جبکہ اِس تحریر پر اکیس بائیس سال گذر چکے ہیں یہودیوں کے عزائم کا ایک حصّہ حقیقت بن کر سامنے آگیا ہے۔ ایک ایک اسرائیلی بچّہ کو پُرانا جغرافیہ سکولوں میں ازبر کرایا جاتا ہے۔ اس میں یروشلم سے لیکر مدینہ اور خیبر تک کے مقامات میں پُرانے وقتوں کی یہودی آبادیوں کو اُن کے سادہ دماغوں میں نقش کرایا جاتا ہے اور پھر مسجدِ اقصےٰ کی حالیہ آتش زنی یہُودیوں کے مخفی عزائم کی ایک واضح علامت ہے۔ اِسے ایک اتفاقی واقعہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ ایک پُرانی سازش کا حصّہ ہے۔ "کچھ عرصہ ہُوا نیویارک ٹائمز میں ایک امریکی یہُودی نے اِعلان کیا تھا کہ مسجد اقصےٰ کا گنبد صخرہ جِس جگہ ہے ہیکلِ سلیمانی اسی جگہ تھا۔ الواح مقدّسہ یہیں مدفون ہیں لیکن اس کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس اخبار میں ایک فوٹو شائع ہُوا تھا جِس میں مسجد اقصٰی کے سامنے امریکی لڑکیاں نیم عُریاں لباس میں دکھائی گئی تھیں۔ ایک اسرائیلی گائڈ جو اس موقعہ پر اُن کے ساتھ تھا۔ ان سے کہتا ہُوا دیکھا گیا تھا کہ یہ مسجد پہلے ہیکلِ سلیمانی تھی۔ کچھ عرصہ بعد اس جگہ پھر ہیکلِ سلیمانی نظر آئے گی ؟" (الجمعیۃ دہلی صہ ۲ $\frac{9}{69}$ ۱)

"مسجد اقصےٰ کی آتش زنی کی دِل خراش خبر کے بعد ۶ر ستمبر کی یہ خبر کِس قدر حیرت انگیز ہے کہ اسرائیل نے امریکہ سے جن فینٹم ہوائی جہازوں کے لئے درخواست کی تھی اُن کی سپلائی شروع ہو گئی ہے۔ واشنگٹن میں دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے اس کی تصدیق کی لیکن یہ نہیں بتایا کہ پہلی کھیپ میں کتنے ہوائی جہاز گئے ہیں۔ اس نے بتایا کہ گزشتہ دسمبر میں بیس کروڑ ڈالر کا سودا ہُوا تھا ؟" (الجمعیۃ دہلی ۶۹-۹-۸ صہ)

"اسی خبر کے سِلسِلہ میں حکومت اردن کے ایک ترجمان نے کہا کہ امریکہ نے اسرائیل کو ایسے وقت میں ہتھیار فراہم کئے ہیں کہ اس سے اسرائیل کی جارحیّت میں اضافہ ہوگا۔ اس وقت امید تھی کہ بڑی طاقتیں مشرق وسطیٰ میں امن قائم کرنے کے واسطے قدم اٹھائیں گی لیکن اسرائیل کو ہوائی جہاز دے کر ثابت کر دیا گیا کہ امریکہ اس کی جارحیّت کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے ؟" (الجمعیۃ دہلی ۶۹-۹-۱۱)

عجیب بات ہے کہ اس خبر کے تین روز بعد ۹ر ستمبر کو اسرائیل نے اپنی جارحیّت کا عملاً ثبوت بھی بہم پہنچا دیا۔ چنانچہ اخبار پرتاپ میں شائع ہُوا:-

"تل ابیب ۱۰ر ستمبر۔ اسرائیلی سرکار نے یہ اعلان کیا ہے کہ اسرائیلی فوجوں نے جس کی مدد کے لئے بکتر بند گاڑیاں ٹینک بحری بیڑہ کے دستے اور ہوائی جہاز بھی تھے کل تڑکے خلیج سویز کے مشرقی کنارے پر ۳۰ میل لمبے محاذ پر حملہ کیا اور لگاتار دس گھنٹہ تک مصری فوجوں کو بھاری نقصان پہنچانے کے بعد اسرائیلی فوجیں واپس اپنے علاقہ میں لوٹ آئیں ..... کولمبیا براڈ کاسٹنگ سِسٹم ٹیلی ویژن کا کہنا ہے کہ ۱۹۶۷ میں اسرائیل اور مصر کی ۶ روزہ جنگ کے بعد اسرائیل کا مِصر میں یہ سب سے بڑا حملہ تھا۔ اسرائیلی وزارتِ خارجہ کے ایک ترجمان کا کہنا ہے کہ اس حملہ کا مقصد مصر کی طرف سے اسرائیل پر حملہ کرنے والے اڈّوں کو تباہ کرکے نہر سویز کے کنارے اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنا اور مصر کو یہ بتانا تھا کہ حملہ کرنے میں ہم مصر سے کم نہیں ؟" (پرتاپ جالندھر ۶۹-۹-۱۱)

اِدھر ۲۶ اِسلامی ممالک نے یو۔ این۔ او میں مسجد اقصےٰ کی آتش زنی کا معاملہ پیش کیا ہے کہ اسرائیل کی مذمّت کے ساتھ اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس سے کیا ہوگا۔ اسرائیل نے یو۔ این۔ او کے نہ پہلے کے ریزولیشنوں کی کچھ پرواہ کی ہے اور نہ اب جو ریزولیشن پاس ہوگا اس کی پرواہ کی کچھ توقع ہے۔ بے شک دُنیا کی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کے لئے فی زمانہ یہ بھی ایک مناسب طریق ہے۔ لیکن اسرائیل کو راہِ راست پر لانے کے لئے اس سے زیادہ کچھ اور مؤثر کارروائی کی ضرورت ہے جس کی طرف اِسلامی دُنیا کو جس قدر جلد ہو سکے توجہ کرنی چاہیئے۔ ایسی کارروائی اُس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتی جب تک کہ سارا عالمِ اِسلام متحد نہ ہو جائے۔ عالَمِ اسلام کے اتحاد میں بہت بڑی قوت ہے ایسی قوت کہ اس کے دُور رَس نتائج کا غیر ملکی مبصّر بھی اِحساس کرتے ہیں چنانچہ مراکش کے وزیرِ خارجہ کی طرف سے جب اِس امید کا اظہار کیا گیا کہ آئندہ ماہ مسلم سربراہوں کی کانفرنس ہوگی تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک غیر مُلکی مبصّر نے لکھا :-

"اگر اس مسئلہ پر تمام ممالک متحد ہو گئے اور انہوں نے اسرائیل کے خلاف فوجی کارروائی کا فیصلہ کرلیا تو بڑی نازک پوزیشن پیدا ہو جائیگی اس نے لکھا کہ اکیلے ترکی کی فوجی طاقت اتنی ہے کہ اسرائیل کا آسانی سے صفایا کر سکتا ہے ؟" (الجمعیۃ دہلی ۶۹-۹-۶)

اِس صُورت میں کِس قدر افسوس کا مقام ہوگا کہ اِس خداداد قوت کو اِسلامی دُنیا جلد بروئے کار نہ لا کر اپنے دشمن کو زیادہ سے زیادہ دلیر کرتی چلی جائے ـــــ !!

مقدّس امام جماعت احمدیہ رضی اللہ عنہٗ نے اپنے اُسی مضمون میں اِس بات کا بھی واضح ذکر فرمایا تھا اور اپنی طرف سے بعض ٹھوس اور نہایت قیمتی قابلِ عمل تجاویز بھی بیان فرما دی تھیں۔ مثلاً آپؓ نے تحریر فرمایا :-

"بہر حال عالَمِ اِسلام کو .... مقابلہ کرنا ہوگا مگر عقل اور تدبیر سے، اتحاد اور یکجہتی سے۔ مَیں سمجھتا ہوں مسلمان اب بھی دنیا میں اتنی تعداد میں موجُود ہیں کہ اگر وہ مرنے پر آئیں تو انہیں کوئی مار نہیں سکے گا۔ لیکن میری یہ اُمیدیں کہاں تک پوری ہو سکتی ہیں اللہ بہتر جانتا ہے "ـــــ پھر فرمایا :ـــــ

"آج ریزولیوشنوں سے کام نہیں ہو سکتا۔ آج قُربانیوں سے کام ہوگا

(باقی دیکھیں صلا پر)

خطبہ جمعہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں کے قلوب جیتنے کیلئے حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کی دو عظیم طاقتیں دی گئیں

رُوحانی انقلابِ اسلام کے حق میں مقدّر ہے اسے قریب لانے کیلئے ضروری ہے کہ اِن دونوں عظیم طاقتوں کے جلوے ہماری زندگیوں میں بھی نظر آئیں

انسانیت کے بچاؤ اور حفاظت کیلئے جماعتِ احمدیہ پر جو ذمہ داری عاید ہوتی ہے اسے سمجھنا اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنا ازبس ضروری ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم ظہور ۱۳۴۸ ہش مطابق یکم اگست ۱۹۶۹ء بمقام مسجد احمدیہ کلڈنہ مری

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرمائی اور اس کے بعد فرمایا :-

میں پچھلے چند خطبات سے اسلامی اقتصادیات پر جو مضمون بیان کرتا چلا آرہا ہوں، اس کا بقیہ حصہ انشاء اللہ ربوہ میں یا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کراچی میں بیان کروں گا۔ اس وقت میں ایک دوسرے اہم مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس طرف پھیری ہے اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت میں اس مضمون کو وضاحت سے بیان کر دیا جائے اور عملی رنگ میں اب اس عظیم مہم کے لئے تیاری شروع کر دی جائے جس کا وقت ہم سے تقاضا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

سے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا کہ وہ اسلام کے تنزل کے بعد اسے دوبارہ ساری دنیا میں غالب کرنے کے سامان پیدا کرے گا چنانچہ مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے یہ زمانہ شروع ہو چکا ہے اور اس کا ایک ابتدائی دور گزرنے کے بعد ہم ایک دوسرے مگر نہایت اہم دور میں داخل ہو چکے ہیں۔

جیسا کہ احباب کو علم ہے دو سال ہوئے میں نے یورپ کے سفر میں مغربی اقوام کو یہ تنبیہ کی تھی کہ اگر وہ

اپنے پیدا کرنے والے رب کی طرف رجوع

نہیں کریں گے۔ اس سے ایک تازہ تعلق قائم نہیں کریں گے تو ان کی تباہی کا زمانہ باوجود ان کی تہذیب کے عروج پر ہونے کے بالکل قریب ہے۔ ان کا ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں گر جانا یقینی ہے۔ لیکن ان اقوام کو صرف متنبہ کر دینا کافی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں آج جو ذمہ داری جماعت احمدیہ پر عاید ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنا اور پہچاننا اور پھر اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ازبس ضروری ہے ورنہ ہم اسلام کا وہ انقلاب عظیم دنیا میں بپا نہیں کر سکتے جس کی ہمیں بشارت دی گئی ہے اور جس کی ہم خواہش اور توقع رکھتے ہیں۔ یہ

انقلابِ عظیم

جسموں کو ہلاک کرنے یا جسمانی طور پر انسان کو اسیر بنا لینے، یا ذہنی طور پر اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے سے رونما نہیں ہوگا بلکہ اس کے لئے ہمیں انسان کے دل کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیتنا ہوگا۔

آپ تاریخ اسلامی پر غور کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ قرونِ اولیٰ میں اسلام کو اپنے غلبہ کے لحاظ سے تمام اقوام اور تمام ممالک پر غلبہ حاصل ہوا۔ پہلی تین صدیوں کے بعد اگرچہ اسلام کا دور تنزل شروع ہو گیا تھا لیکن اس تنزل کے پہلو بہ پہلو مختلف علاقوں میں ہمیں

اسلام کی ترقی کا زمانہ

بھی نظر آتا ہے اور اس دورِ تنزل میں بھی اسلام کے حسن و احسان کے جلووں کی جھلک نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ تحریر فرمایا ہے کہ اسلام کے تنزل کے دور میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین پر قرب الٰہی کے دروازے اس کثرت سے کھلے ہوئے تھے کہ مقربین ایک سمندر کی طرح نظر آتے تھے گو اس وقت اسلام اپنے ابتدائی دور کے عروج کے مقابلہ میں تنزل کا شکار تھا لیکن پھر بھی غیر اقوام یا غیر مذاہب کے زمانے اسلام کے اس دورِ تنزل سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اب پھر اسلام کے عروج کا زمانہ آرہا ہے یعنی اب پھر قربانی دینے کا۔ عقل کو خدا تعالیٰ کے لئے استعمال کرنے کا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پھیلانے کے لئے اپنی قوتوں اور استعدادوں کے خرچ کرنے کا زمانہ لوٹ آیا ہے۔ اسلام جب اپنے ابتدائی دور میں ساری دنیا پر غالب آگیا تھا اس زمانہ کی تاریخ پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں صرف یہی نظر نہیں آتا کہ مناظرے ہو رہے ہیں بحثیں ہو رہی ہیں علمی اور عقلی دلائل دئے جا رہے ہیں جن سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے بلکہ اس کے ساتھ اور اس سے بڑھ کر اور اس سے کہیں زیادہ

اسلام کی دو زبردست قوتیں

دو حسین طاقتیں دنیا میں جلوہ گر نظر آتی ہیں۔ اسلام درحقیقت انہی دو طاقتوں کے نتیجہ میں دنیا پر غالب آیا تھا۔ آج بھی ان دو طاقتوں کی ہمیں اشد ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو ہمارے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ آپؐ کی محبت پیار میں سرشار ہو کر آپؐ کی اتباع کرنا انسان پر اللہ تعالیٰ سے محبت اور قرب کے دروازے کھول دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کے دلوں کو جیتنے اور اپنی طرف مائل کرنے کے لئے جو دو عظیم طاقتیں عطا کی گئی تھیں ان میں سے ایک تو

حُسنِ اخلاق کی طاقت

ہے اور دوسری حسن معاملہ یا حسنِ سلوک کی۔ گو یہ دو الگ الگ فقرے ہیں لیکن دراصل یہ دونوں ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق کے معجزے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم ۶۸ : ۵) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ عربی میں "عظیم" کے لفظ کے استعمال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس چیز کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے وہ اپنی نوع میں سے اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مثلاً یہاں مری میں چیل کے درخت بہت ہیں کسی چیل کے درخت کے متعلق یہ کہنا کہ یہ چیل کا عظیم درخت ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس علاقے میں اتنا بڑا چیل کا درخت اور کوئی نہیں۔ یعنی اپنی نوع میں جس کو سب سے زیادہ عظمت حاصل ہو وہ عظیم کہلاتا ہے۔ کسی کو محض عظمت کا حاصل ہو جانا اسے عظیم نہیں بنا دیتا۔ بلکہ جس آدمی کو سب سے زیادہ عظمت حاصل ہو وہ عربی زبان کے لحاظ سے عظیم کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے (اور درحقیقت دنیا کو بتانے کے لئے) فرمایا

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

کہ اے رسول تجھے خلق عظیم کا ایسا عظیم الشان معجزہ دیا گیا ہے کہ تجھ سے پہلے کسی نبی کو اس رنگ میں، اس عظمت و شان کا معجزہ عطا نہیں ہوا۔ اس کے نتیجہ میں بنی نوع انسان کے دل تیری طرف مائل ہوں گے۔ لوگ تجھ سے تعلق محبت قائم کریں گے وہ تیرے طفیل اپنے زندہ خدا سے زندہ تعلق قائم کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیہ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بہت سے روحانی معجزات عطا فرمائے تھے ان میں سے آپ کا سب سے بڑا معجزہ

حُسنِ اخلاق کا معجزہ

تھا۔ آپ کے اسی اخلاقی معجزے نے دنیا کے دلوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور انہیں غفلت کے پردوں سے باہر نکالا۔

آپ کا دوسرا معجزہ جو دراصل اسی اخلاقی معجزہ کے پہلو بہ پہلو چل رہا ہے

وہ حسنِ معاملہ یا حسنِ سلوک کا معجزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن کریم کے اس فقرہ میں فرمایا کہ اے رسول تجھے ہم نے

رحمۃً للعالمین

بنا کر بھیجا ہے۔ ساری دنیا میں پوری انسانیت کے لئے۔ قطع نظر اس کے کہ ان کے رنگ سفید ہیں یا گندمی۔ سرخی مائل ہیں یا سیاہ۔ قطع نظر اس کے کہ وہ چھوٹے قد کی قومیں ہیں یا لمبے قد کی۔ قطع نظر اس کے کہ وہ امیر ہیں یا غریب۔ قطع نظر اس کے کہ وہ تعلیم یافتہ ہیں یا جاہل اور تعلیم کی نعمتوں سے محروم ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ ان کی طاقتوں اور قوتوں کی صحیح طور پر نشوونما ہوئی ہے یا غلط طور پر ہوئی ہے ہم نے ہر ایک انسان کے لئے تجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ دو زبردست ہتھیار عطا کئے گئے تھے۔ ایک تو اخلاق ایسے کہ کسی آنکھ نے کسی اور میں ان کا مظاہرہ نہ دیکھا دوسرے معاملہ ایسا کہ

انسانیت اپنے کمال پر پہنچ کر

بھی اس قسم کے حسنِ معاملہ یا حسنِ سلوک کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ آپؐ انسانی اخلاق کا بہترین نچوڑ اور مرکزی نقطہ تھے۔ اولین اور آخرین کیلئے برکات کا موجب تھے بنی نوع انسان کے لئے رحمتوں کا سرچشمہ تھے میں نے گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بتایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اولین کے لئے موجب برکت و رحمت تھی اور آخرین کیلئے بھی موجب برکت و رحمت ہے۔

لیکن اگر ہم اس پہلو سے دیکھیں کہ ہم پر تو ذمہ داری آج کے انسان کی ہے تم تو ذمہ داری آنے والے انسان یعنی اگلی نسلوں کی ہے۔ ہم نے ان انسانوں کی گردنیں کاٹ کر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ان کے سروں کے مینار نہیں کھڑے کرنے ہیں ہم اس کے لئے نہ تو پیدا ہوئے ہیں اور نہ ہی ہمیں اس کا حکم ہے۔ بہت سے بادشاہوں کا دستور رہا ہے اور اس کو انہوں نے بڑے فخر سے بیان بھی کیا ہے کہ ہم نے فلاں لڑائی میں لوگوں کے اتنے سر قلم کئے اور پھر ان کا ایک مینار بنا دیا۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس لئے مبعوث نہیں ہوئے تھے کہ انسان کا سر کاٹ کر آپؐ کے قدموں میں لا رکھا جائے بلکہ

آپؐ کی بعثت کی غرض

تو یہ تھی کہ آپ کے فیوض کے نتیجہ میں انسان کے دل کی تاریکیاں اور ظلمتیں دور ہو جائیں انسان کا دل آپؐ کے نورِ نبوت سے معمور ہو جائے۔ اس محسنِ اعظم کی محبت اس رنگ میں موجزن ہو کہ انسان اس زندہ خدا سے تعلقِ محبت

قائم کرنے پر مجبور ہو جائے۔ جس زندہ خدا کی رحمتوں اور فضلوں کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بلند مقام عطا ہوا

غرض یہ

دو بڑے روحانی ہتھیار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے۔ آگے ان دو بڑے فیوض کی بے شمار نہریں ہیں جن سے پہلے بھی سیراب ہوئے اور پیچھے آنے والے بھی سیراب ہوتے چلے جائیں گے۔ یہ نہریں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مرکزی نقطہ سے نکل کر اکنافِ عالم میں پھیل گئیں۔ یہ دو بڑی نہریں حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کی نہریں ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں حق و صداقت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا جو جلوہ نظر آتا ہے صرف وہی ہمارے لئے اسوہ نہیں ہے بلکہ

آپؐ کی زندگی کے ہر شعبہ میں

خلق کے ہر پہلو میں اور حسنِ معاملہ کی ہر شق میں دنیا کے لئے کامل نمونہ تھے۔ البتہ یہ دو بڑی صفات جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل دنیا کو دی گئی تھیں ان میں ہمارے لئے بہت بڑا نمونہ قائم کر دیا گیا ہے اگر ہم اس مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں جس مقصد کو لے کر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان دو بڑی اور بنیادی صفات اور آپؐ کا ظل بننے کی کوشش کریں۔ تا کہ ہمارے ذریعہ سے آپ کے روحانی فیوض دنیا میں جاری ہوں اس وقت ان دو اخلاقی ہتھیاروں کے استعمال کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ دنیا کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو حسنِ معاملہ کا مطالبہ کر رہا ہے انہیں ان کے حقوق نہیں مل رہے

آج انسانیت ایسے چوراہے پر کھڑی ہے

کہ اگر آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور اسے کما حقہٗ نباہنے کی کوشش کریں تو آپ انسانیت کو اس راہ پر لا سکتے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے قرب کی طرف لے جانے والی ہے اور اسے اس راہ پر سے پرے ہٹا سکتے ہیں جو آج دہریت کی طرف، جو آج بد اخلاقی کی طرف جو آج ناانصافی کی طرف، جو آج انسانیت کی بد ترین دشمنی کی طرف لے جا رہی ہے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو ہر ایک کو نظر آ رہی ہے اور ایک ایسی بات ہے جو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ اس لئے آج

یہ سوال بڑی شدت کے ساتھ

ہمارے سامنے آتا ہے کہ کیا ہم بنی نوع انسان کو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دور لے جانے والی راہ پر چلنے دیں گے یا ان کے دل جیت کر انہیں اس شاہراہ پر گامزن کر دیں گے جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ربّ کی طرف لے جانے والی ہے

پس ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے

جماعتِ احمدیہ کی یہ بڑی بھاری ذمہ داری

ہے کیونکہ جماعت میں داخل ہونے کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں ہے کہ انسانیت کے دل محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے رب کے لئے جیت لئے جائیں۔ آپ میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ آپ تباہی کے گڑھے کے کنارے کھڑی انسانیت کو تباہی سے دو چار ہونے سے بچانے کی کوشش کریں اور آپ کی یہ کوشش صرف عقلی دلائل سے کامیابی کا منہ ہرگز نہیں دیکھ سکتی۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے انسان کا دماغ کچھ ایسا بنایا ہے کہ وہ ایک سچی دلیل کے مقابلہ میں ایک سوفسطائی دلیل گھڑ لیتا ہے اور انسانی دل اس پر تسلی پا جاتا ہے۔ ہم اس کو حماقت کہہ سکتے ہیں یا جو مرضی آئے کہہ سکتے ہیں مگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ بعض اوقات ہم کسی کو

عقلی دلیل کے ذریعہ سے

اسے تباہی سے بچا نہیں سکتے۔ لیکن جب وہ انسان جو اب تک محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے دور ہیں اور آپؐ کے خلقِ عظیم سے بے بہرہ ہیں، ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کے جلوے بطور ظل کے ہماری زندگیوں میں نظر آنے لگ جائیں گے تو پھر وہ کسی اور حسن پر فریفتہ ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ دنیوی حسن خواہ کسی رنگ کا ہو مثلاً پھول کا حسن ہے۔ اچھی زبان کا بھی ایک حسن ہے۔ ہر خوبصورت چیز انسان کا دل موہ لیتی ہے۔ اور انسانی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے تاہم یہ سارے دنیوی حسن نسبتی ہیں لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات میں یہ جو دو حسن پائے جاتے ہیں یہ حقیقی ہیں۔ اگر کسی کو حقیقی چیز مل جائے تو وہ نسبتی چیز کی طرف مائل ہی نہیں ہوتا کیونکہ انسانی فطرت کے خلاف ہے

پس اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت ہی ایسی بنائی ہے کہ اگر اس کے سامنے

حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک

کے نمونے پیش کئے جائیں تو وہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا گرویدہ اور عاشق بن جائے اور اس طرح اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس کا تعلقِ محبت قائم ہو جانے سے اللہ تعالےٰ کا پیار اسے حاصل ہو جائے۔ لیکن ہم اس بھولی بھٹکی انسانیت کو تباہی سے بچانے میں صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتے ہیں کہ ہماری زندگیاں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض سے مستفیض اور آپؐ کے حسنِ اخلاق اور حسنِ سلوک کے رنگ میں رنگین ہوں۔ اگر خدانخواستہ ہم اس میں کامیاب نہ ہوئے تو پھر انسانیت کی ہلاکت یقینی ہے۔ وہ اس سے بچ نہیں سکتی۔

جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں

ساری انسانیت کے بچاؤ اور حفاظت

کی ذمہ داری آپ لوگوں پر ڈالی گئی ہے۔ اگر کوئی انہیں ہلاکت سے بچا سکتا ہے تو وہ آپ ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقِ عظیم اور رحمۃ للعالمین کے جلوے آپ پر ظاہر ہوئے ہیں یہ دو حسن ایسے ہیں کہ ان کو دیکھ کر انسانی دل ان سے متاثر اور ان کی طرف مائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا بس یہ ہماری

دو بنیادی ذمہ داریاں

ہیں۔ آج تو میں نے اس کی تمہید ہی بیان کی ہے ممکن ہے اللہ تعالےٰ مجھے توفیق دے تو اس کی تفصیل میں مجھے آٹھ دس خطبے دینے پڑیں کیونکہ جماعت میں جو زیادہ پڑھے لکھے نیز جو کم تعلیم یافتہ ہیں ہر ایک کو مدنظر رکھ کر بتانا پڑے گا۔ ویسے ہماری جماعت میں اس معنی میں تو شاید ہی کوئی کم پڑھا لکھا ہو جس معنی میں یہ فقرہ عموماً استعمال کیا جاتا ہے۔ بہرحال ہماری جماعت اپنے علم کے لحاظ سے، اپنی استعداد کے لحاظ سے مختلف لوگوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو سمجھانا ضروری ہے ہر ایک کو اس کی

ذمہ داری کا احساس

دلانا لازمی ہے۔ ہر ایک کو یہ بات ذہن نشین کرانی ہے کہ انسانیت اس وقت خطرے میں ہے اور صرف وہی اس کو تباہی سے بچا سکتے ہیں۔ اس لئے اپنی زندگی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کے جلوؤں سے منور بنائیں۔ تا کہ لوگ آپؐ کی زندگی میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی چمک دیکھ سکیں۔ اگر آپ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق۔ اگر آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک کے جلوے اپنی زندگی میں اپنے عمل سے غیر کو دکھا نہیں سکتے تو پھر یہ دعویٰ غلط ہے کہ انسانیت کو ہلاکت سے محفوظ رکھنے کا فرض ہم پر عاید کیا

گیا ہے۔ اگر

ہمیں یہ اہم کام سونپا گیا ہے

تو پھر ہمارے لئے یہ از بس ضروری ہے کہ ہم ان دو روشنیوں، ان دو چمکوں اور ان دو حسنوں کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کے دلوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رب کے لئے جیت لیں۔ اگر ہم حقیقی معنوں میں کوشش کریں۔ اپنی زندگیوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کے نور سے منور کر لیں اور ہماری زندگیوں میں آپ کے حسن سلوک کی جھلک نظر آنے لگے تو کوئی وجہ نہیں کہ آج کا انسان ہم سے پرے ہٹے۔ اور ہماری طرف دوڑا ہوا نہ آئے۔ ہمارے گلے سے آکر لپٹ نہ جائے ہمارا ممنون احسان نہ بن جائے اور وہ برملا اعتراف نہ کرنے لگے کہ

تم ہی وہ لوگ ہو

جنہوں نے ہمیں وہ نور دکھایا جس نے ہمارے سارے اندھیروں کو دور کر دیا اور تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے اس مبارک چہرہ سے جو ہر پہلو سے ہر زاویہ سے، اللہ تعالے کا سراپا نور تھا اس سے ہمیں متعارف کرا دیا۔ اور اللہ تعالےٰ جو ایک زندہ طاقت اور زندہ وجود ہے۔ اور جو حیّ و قیوم ہے اس کے ساتھ ہمارا زندہ تعلق قائم کر دیا۔ کیونکہ اس کے باہر تو محض لغاظی ہے۔ بقاء اور قیام نہیں۔ اگر حیّ خدا کے ساتھ ہمارا تعلق نہیں تو ہماری زندگی کوئی زندگی نہیں۔ اور اگر قیوم خدا کے ساتھ ہمارا تعلق نہیں تو ہماری بقاء کوئی بقاء نہیں اور

حیّ و قیوم خدا کے ساتھ تعلق

اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسانی زندگی میں یہ دو عظیم خلق دو طرفہ طور پر جلوہ گر ہوں۔ اس طرح ایک حسن کا ہالہ اور ایک نور کا ہالہ، انسان کے دل کے گرد آ جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں کسی ظلمت اور کسی اندھیرے کا اس ہالہ میں سے گزر کر اس کے دل تک پہنچنا ممکن ہی نہیں رہتا بس

گم کردہ راہ انسان کو بچانے

اور سیدھے راستے پر لانے کی یہی ایک تدبیر ہے۔ ورنہ قریب ہے کہ وہ ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے۔ اس کو ہلاکت سے بچانے کی ذمہ داری ہم پر عاید ہوتی ہے۔ اور اس ذمہ داری کی بجا آوری کے لئے ہمیں نسلاً بعد نسلٍ قربانیاں دینی پڑیں گی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ ہے کہ تین صدیوں کے اندر اندر اسلام تمام دنیا پر غالب ہو جائے گا

اسلام کو دنیا پر کامل غلبہ

بخشنے کے لئے ہی آپ کو مبعوث کیا گیا ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ جب تین صدیوں کے اندر اندر کہا گیا ہے تو تین صدیاں پوری نہیں ہوں گی کہ اسلام کو تمام دنیا پر کامل غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ ۵۰-۶۰ یا ۷۰ سال اُدھر سے کم ہو جائیں اور فرمایا ۹۰ سال ہی اِدھر سے گزر چکے ہیں۔ اس لحاظ سے ان تین سو سالوں میں سے نصف زمانہ گزر چکا ہے آگے ہماری تین چار یا پانچ نسلیں ہوں گی جن پر یہ ذمہ داری پڑے گی پس

حُسنِ تدبیر سے

اس اہم ذمہ داری کو آئندہ نسلوں پر منتقل کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

میں نے آج مختصراً دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے وہ عظیم انقلاب جو اسلام کے حق میں مقدر ہے اس کا وقت آ چکا ہے اس اسباب کی دنیا میں جو انقلابات رونما ہوتے ہیں خواہ وہ جسمانی ہوں یا سیاسی اور خواہ وہ روحانی انقلاب ہوں اسباب ہی کے ذریعہ سے بپا ہوا کرتے ہیں۔ اسی لئے اس

عظیم روحانی انقلاب

کو رونما کرنے کے لئے ہمارے لئے یہ بڑا ہی ضروری ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنوں اور غیروں سب کے ساتھ جو حسن اخلاق اور حسن سلوک نظر آتا ہے وہ حسن اپنے اندر پیدا کریں تاکہ ہم انسانیت کے دل عملاً جیت سکیں۔ اور ہم یہ دل جیت کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا رکھیں اور عرض کریں کہ اے ہمارے پیارے آقا! ہم نے

نوعِ انسانی کے دل

آپ کے لئے جیت لئے ہیں۔ اب یہ تحفہ قبول فرما کر اپنے رب رحیم اور رب کریم کے حضور پیش فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور پھر ان کو نباہنے کی کماحقہٗ توفیق عطا فرمائے۔

ولادت و درخواست دعا میرے چھوٹے بھائی عزیز محمد نصرت اللہ غوری کو گزشتہ ہفتہ اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود کی صحت و سلامتی، درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے

خاکسار محمد رحمت اللہ غوری۔ یادگیر

مکرم مولوی عبد المنّان صاحب عمر کے نام ایک خط

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح دعوئے نبوت کے بارہ میں دعوتِ فکر!

از محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مکرم میاں عبد المنان صاحب عمر کی طرف سے محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل کے نام اخبار "لائٹ" کا پرچہ اور ایک پمفلٹ ملا جس کے مطالعہ کے بعد محترم مولوی صاحب نے جو مختصر مگر مدلل خط موصوف کے نام لکھا اس کا متن احباب کے استفادہ اور علم کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ نہ اس خط کا اور نہ اس سے قبل ایک خط کا جواب ابھی تک میاں صاحب موصوف کی طرف سے موصول ہوا ہے ـــــــ ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرمی مولوی عبد المنان صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آپ کی طرف سے اخبار لائٹ کا ایک پرچہ اور ایک پمفلٹ ملا۔ میں آپ کے الفاظ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ "میں نے بھی پوری دیانتداری کے ساتھ" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئے نبوت کے بارہ میں جانچ پڑتال کی ہے اور حضور کے پیش کردہ حوالہ جات کو دیکھا ہے۔ آپ نے تصویر کے صرف ایک رُخ کو لیا ہے جس کی تردید آپ اپنے موجودہ ہمنواؤں کے سامنے پیش کر چکے ہوئے ہیں اور اس دوسرے رُخ کو آپ نے چھوا تک نہیں جن پر آپ پہلے قائم تھے۔ آپ اخبار بدر قادیان میں میرے مضامین بابت دعویٰ نبوت حضرت اقدس علیہ السلام ملاحظہ فرما کر ان کا جواب دیں تو میں غور کر سکتا ہوں۔ آپ کی طرف سے پیش کئے جانے والے حوالجات چونکہ ایسے حوالجات ہیں جن سے بڑھ کر وضاحت حضور کی طرف سے پیش کی جا چکی ہے اس لئے آپ کا مضمون خلافِ واقعہ اور غیر تسلی بخش اور غیر یقینی ہے۔

آپ نے تین قسم کے حوالے پیش کئے ہیں (۱) دعوئے نبوت کے خلاف (۲) دعویٰ وحی نبوت کے خلاف (۳) نہ ماننے والوں کے کفر کے خلاف ـــــ حضرت اقدسؑ نے جو واضح بیانات الدکیے بعد اپنے دعویٰ نبوت اور دعویٰ وحی نبوت اور نہ ماننے والوں کے کفر کے متعلق شائع فرمائے ہیں ان کی طرف آپ نہیں آنا چاہتے کیونکہ آپ کے دل میں ذاتی رنجش گھر کر چکی ہوئی ہے۔ مگر میں پھر بھی آپ کے سامنے ایک دو حوالے رکھتا ہوں جن سے آپ نظریں چرانا چاہتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:-

(۱) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں" (اخبار عام لاہور ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء) خط کشیدہ الفاظ کو غور سے ملاحظہ فرمائیں

(۲) ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" کیا خط کشیدہ الفاظ بے معنی ہیں۔ اگر دعوےٰ صرف مجدد۔ محدث و ناقص نبوت کا تھا تو یہ مذکورہ الفاظ کیوں لکھے۔ پہلے کی طرح یہ کیوں نہ لکھا کہ نبی کا لفظ ترمیم شدہ سمجھا جائے اور اس کی بجائے محدث قرار دے لیا جائے۔ نیز فرمایا کہ

(۳) اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰)

مولوی صاحب بتائیں کہ نبوت کے دعوئے کے سوا اور کون عقیدہ ہے جس پر اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو قائم کر دیا اور پہلا عقیدہ کونسا تھا جس پر خدا نے آپؑ کو قائم نہ رہنے دیا۔ اس سے آپؑ کو ہٹا دیا؟

(۴) کفر و اسلام کے متعلق حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والوں کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے" (حقیقۃ الوحی ص۱۶۳)

جب یہ دونوں ایک ہی قسم کے ہیں تو یا تو دونوں کو کافر مانیں یا دونوں کو غیر کافر قرار دیں حالانکہ مولوی صاحب آپ کافر کہنے والے کو تو کافر مانتے ہیں مگر "نہ ماننے والے" کو کافر نہیں سمجھتے۔ یہ فرق حضرت اقدس کی مذکورہ تحریر کے خلاف کیوں پیدا کر لیا۔ خدا کے نزدیک تو دونوں ہی کافر ہیں۔ اور ایک ہی قسم میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے پیش کردہ حوالجات حضورؑ کی اس تشریح سے قبل کے ہیں

خاکسار کی طرف سے جو چٹھی پہلے دو پمفلٹوں کے جواب میں آپ کی خدمت میں ارسال کی گئی تھی اس کا جواب آپ کی طرف سے کوئی نہ ملا

مولانا صاحب! آپ کو محدثیت کا دعوےٰ بحکم خدا میٹھا لگتا ہے ایسا ہی نبوت کا دعویٰ بھی بحکم خدا میٹھا لگنا چاہیئے تھا۔ میں امید رکھ سکتا ہوں کہ آپ میری چٹھیوں کا جواب دیں گے۔ ہم نے آپ کو یہ چٹھی ارسال کی تھی مگر تا حال جواب سے محروم ہیں۔

۹/۹/۶۹ خاکسار محمد ابراہیم قادیانی۔ قادیان

منقولات

ہیکلِ سلیمانی سے حرم شریف تک

دنیا کے تین عظیم سامی مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام کیلئے ۳۵۔ ایکڑ زمین کے اس بلند ٹیلے کی جذباتی اہمیت ہے جو پرانے یروشلم (بیت المقدس) کے مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ توریت کی روایات کے بموجب یہ کوہ ماریہ کی وہ سطح مرتفع ہے جس پر سلیمان علیہ السلام نے ہیکل سلیمانی تعمیر کیا تھا۔

اب اس ۳۵۔ ایکڑ زمین کو حرم شریف کی چہار دیواری نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔

چہار دیواری کے اندر قبۃ الصخرہ اور مسجد اقصیٰ ہیں اور قریب ہی ایک ڈھلان پر ہیکل سلیمانی کی دیوار کا وہ حصہ ہے جس کی شہرت دیوارِ گریہ کے نام سے ہے مسلمانوں کے لئے اس مقدس مقام کی اہمیت یہ ہے کہ ان کا قبلۂ اول ہے اور معراج کے آسمانی سفر کی یادگار بھی۔ یہودیوں کی روایت ہے کہ جب ان کو نجات دلانے کے لئے مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو اس جگہ ہیکل سلیمانی پھر سے تعمیر ہوگا۔ دنیا کے مختلف گوشوں میں بکھرے ہوئے آلِ اسرائیل کو یروشلم اور فلسطین میں واپس لائیں گے کیونکہ آلِ اسرائیل کی بربادی اور ہیکل سلیمانی کی بربادی میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہیکل کی تعمیر کے ساتھ ساتھ وہ بھی آباد اور ان کا ملک شاداب رہا ہے۔

جبلِ ماریہ پر پہلی عبادت گاہ بنانے کا ارادہ داؤد علیہ السلام نے کیا۔ انہوں نے توریت کی روایات کے مطابق ایک لاکھ ٹیلنٹ سونا، دس لاکھ ٹیلنٹ چاندی اور بے حساب وزن میں لوہا تانبہ اور پیتل جمع کیا تھا (ٹیلنٹ سو اَمن کے قریب ہوتا ہے) روایت کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے اپنی حکمرانی کے چوتھے برس میں ہیکل کی تعمیر شروع کی اس کی تعمیر میں ایک لاکھ ۸۳ ہزار افراد لگائے گئے تھے ان میں ایک لاکھ ۵۳ ہزار کنعانی مزدور تھے بقیہ تیس ہزار یہودی تھے۔ ساڑھے سات برس کی دن رات کی محنت کے بعد ہیکل سلیمانی بن کر تیار ہوا۔ یہ بنی اسرائیل کی مرکزی عبادت گاہ تھی۔ اور اپنے زمانے میں دنیا کی سب سے خوبصورت اور دلکش عمارت بھی۔ یہ عمارت ۴۲۴ برس قائم رہی۔ سب سے پہلے اس کو مصر کے فرعون شیشنک نے برباد کیا۔ پھر مسلسل اس کی بے حرمتی ہوتی رہی۔ اور آخر ۵۹۸ قبل مسیح میں بخت نصر نے ہیکل کو مسمار کر ڈالا۔ اور یہودیوں کو اپنے ساتھ زبردستی بابل لے گیا۔ عبرانی پیغمبروں نے ہیکل کی بے حرمتی اور تباہی اور بابل میں اسیری کی ذلتوں پر بڑا ماتم کیا ہے وہ اس عذاب الٰہی کو یہودیوں کی گنہگاریوں سے منسوب کرکے ان کو ڈرایا کرتے تھے اور یروشلم پر نوحہ کرتے تھے۔

پھر سائرس اعظم نے بابل کی سلطنت کو اکھاڑ پھینکا اور یہودیوں کو اجازت دی کہ وہ یروشلم واپس ہوں اور ہیکل کی پھر تعمیر کریں۔ عراق میں خابور دریا کے کنارے اسیری و جلاوطنی کی سزا بھگتنے والے یہودی واپس آ گئے اور ۷۰ برس بعد ۵۱۵ قبل مسیح میں ہیکل دوسری بار بن کر تیار ہوا لیکن یہ اصل کی نقل ہونے کے باوجود ایک طرف ایک شان و شوکت سے محروم تھا جو پہلے ہیکل میں تھی دوسری طرف اس کے اندر عبرانی پیغمبروں کی وہ نشانیاں بھی نہ تھیں جن کی وجہ سے ہیکل سلیمانی کے کاہنوں کو آنے والے واقعات کی پیشگوئیاں کرنے کی قوت حاصل ہوئی تھی۔ اس کے باوجود یہ پانچ سو سال تک فلسطین میں رہنے والے یہودیوں کی مرکزیت کا نشان رہا۔ دنیا بھر میں یہودی جہاں بھی تھے اس کو اپنا قبلہ قرار دیتے تھے۔

عمارت کی قدامت اور خستگی کو دیکھ کر فلسطین کے رومی گورنر ہیرود اعظم نے ہیکل کی تعمیرِ نو کا ارادہ کیا وہ اس طرح اپنی رعیت کا دل خوش کرنے کے علاوہ ایشیا میں شہرت حاصل کرنا چاہتا تھا ہیرود اعظم نے مسیح علیہ السلام کی پیدائش سے ۲۰ برس پہلے اس کی تعمیر شروع کی اور ڈیڑھ برس میں مکمل کردی۔ اس نے نقشہ میں بھی کافی ترمیم کی اور ہیکل کو سیاست و عدالت کے دنیاوی امور رومی قانون کے مطابق طے کرنے کا مرکز بنا دیا۔ ہیرود کا ہیکل سنگِ مرمر کی دلکش عمارت تھا جس کا کار سنہری تھی۔ لیکن یہ ہیکل کی آخری بہار تھی۔ ہیرود اعظم کی موت کے کچھ عرصے کے بعد رومی حاکموں کی سختی سے تنگ آ کر یہودیوں نے بغاوت کر دی رومی لشکر نے یروشلم کا محاصرہ کر لیا جو تین برس تک جاری رہا۔ اس مدت میں لڑائی سے بھوک اور پیاس کی وجہ سے شہریوں کا شدید جانی نقصان ہوا۔ آخر یہ نقصان دس لاکھ افراد کی موت، یروشلم اور یہودیوں کی تباہی پر ختم ہوا۔ رومیوں نے یروشلم میں گھس کر قتلِ عام کیا اور ہیکل کو مسمار کروا دیا تیسرے ہیکل کی بربادی کا یہ سانحہ جمعہ کے دن اگست کی ۹ر تاریخ کو پہلی صدی عیسوی کے ۷۰ ویں سال میں پیش آیا تھا۔

ہیکل سلیمانی کی مسماری کے بعد اس کی ایک دیوار کو رومیوں نے اس لئے باقی رہنے دیا کہ یہودیوں کو اس کی تباہی کی یاد دلانے والی کوئی چیز باقی رہے یہودی اسی دیوار کے سامنے آ کر یروشلم کی بربادی اور ہیکل کی تباہی پر روتے تھے۔ پھر بازنطینی شہنشاہوں نے اس کی بھی ممانعت کر دی اور دیوارِ گریہ کو کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ بنا دیا گیا۔ ترکی کے سلطان سلیم نے یہ کوڑا کرکٹ ہٹوا کر دیوارِ گریہ نکالی اور یہودیوں کو اس کے سامنے رونے کی اجازت دے دی اس وقت ہیکل سلیمانی کی یادگار کا جو حصہ دیوارِ گریہ کہلاتا ہے وہ ۵۲ فٹ لمبا اور ۵۹ فٹ اونچا ہے دیوارِ گریہ ۱۵ فٹ لمبے اور تین سے چار فٹ چوڑے چونے کے پتھروں سے بنی ہوئی ہے

ہیکل سلیمانی کے نیچے بڑے بڑے غاروں میں پانی جمع کرنے کے حوض تھے۔ ان میں سرنگوں کے ذریعہ شہر کے باہر سے چشموں کا پانی آتا تھا۔ آثار قدیمہ کے ماہروں نے ایسے بہت سے غاروں کا پتہ لگایا ہے۔ اسرائیلی حکومت کے ماہر بھی ہیکل کی بنیادیں تلاش کرنے کے لئے کھدائی کر رہے تھے جس سے حرم شریف کی موجودہ عمارتوں کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا

حرم شریف کے اندر

۳۵۔ ایکڑ کی اس زمین پر ساتویں صدی عیسوی کے آخر میں عبد الملک بن مروان نے حرم شریف کی تعمیر شروع کی۔ مسلمانوں کے قبلہ اول اور معراج نبوی کی یادگار کی حیثیت سے عبد الملک نے قبۃ الصخرہ کو بنانے میں اپنی عظیم الشان سلطنت کے خزانوں کا منہ کھول دیا۔ اس نے قبۃ الصخرہ کے لئے قسطنطنیہ کے معمار بلائے اپنے سب سے زرخیز صوبے مصر کے سات سال کے خراج کے برابر رقم تعمیر کے لئے وقف کر دی۔ یہ اسلام کی پہلی صدی میں پہلی عمارت تھی جس کے بنانے میں قیمتی پتھروں کا استعمال ہوا اور جس کی زیب و زینت دمشق کی جامع اموی سے ٹکر لیتی تھی۔ صلیبی جنگوں کے زمانے میں جب کروسیڈرز نے یروشلم پر قبضہ کیا تو وہ اس کو پرانا ہیکل سلیمانی ہی سمجھے اور انہوں نے اس کو کلیسا کی شکل میں بدل دیا ۱۱۸۷ء میں سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس فتح کیا تو حرم شریف اور قبۃ الصخرہ کی مرمت کرائی۔ آخری مرتبہ حرم شریف اور قبۃ الصخرہ کی مرمت ترکی کے سلطان سلیمان عالیشان نے ۱۵۶۱ء میں کرائی۔

قبۃ الصخرہ کے گنبد کا اندرونی قطر ۵۰ فٹ ہے یہ ۹۶ فٹ بلند ہے۔ اندرونی آرائش عرب اسلامی فنکاری کی بہترین روایتوں کی یاد تازہ کرتی ہے قبۃ الصخرہ کے اندر ایک غار نما تہہ خانہ ہے۔ جہاں کہا جاتا ہے کہ داؤد، سلیمان۔ الیاس اور ابراہیم علیہم السلام نے عبادت کی تھی۔ عبادت خانہ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک اور آپؐ کا پرچم بھی محفوظ ہے۔

اور مسجد اقصیٰ

حرم شریف کے اندر ہی معراج نبوی کی یاد دلانے والی مسجد اقصیٰ ہے جس کی عمارت قبۃ الصخرہ کی فنکاری سے بہت شباہت رکھتی ہے ابتداء میں اس کی تعمیر و مرمت عبد الملک بن مروان اور پھر عباسی خلیفہ مہدی نے بہت کچھ کی اور آخر میں سلطان صلاح الدین نے اس کی جدید تعمیر کی مسجد میں مرمریں ستونوں۔ بلوریں آرائش اور نفیس و نازک چوبی کام کے لئے صلاح الدین نے فیاضی سے سرمایہ خرچ کیا تھا۔

مسجد کو دو منزلہ محرابوں کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے اور دیواریں اور ستون سنگِ مرمر اور دوسرے سنگین پتھروں کے ہیں۔ گنبد چوب کاری کا نمونہ ہے۔ جس پر سیسہ چڑھا کر زرکار کام کیا گیا ہے گنبد کے اندر کی آرائش قبۃ الصخرہ کی آرائش کے نمونہ پر ہے۔ محراب و منبر آبنوس اور دیودار کی لکڑی کے ہیں جن کو سیپ اور ہاتھی دانت سے منقش کیا گیا ہے۔

حرم شریف کے اندر کئی بے حد خوبصورت مرمریں حوض اور آب گیر ہیں۔ حرم شریف کے داخلے کے لئے مغرب میں سات دروازے ہیں جن میں صدر دروازے کو باب السلسلہ کہا جاتا ہے

حرم شریف کی دیکھ بھال اور انتظام صدیوں سے بیت المقدس کی مجلسِ اوقاف کے سپرد ہے مصر اور ترکی کے سلطانوں نے حرم شریف کی خدمت کے لئے کافی جائدادیں وقف کی تھیں۔

حالیہ بے حرمتی کی وجہ سے آگ نے تین گھنٹہ کے اندر جنوبی مشرقی بازوؤں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ مسجد کے اندر چوبی ستون، چھت گیریاں اور تاریخی منبر جل کر تباہ ہو گئے یہ قدیم فنکاری کے بیش بہا نمونے تھے۔ آتشزدگی کے دوران بیت المقدس کے شہریوں نے مسجد کے حوضوں اور سبیلوں کے پانی سے آگ بجھانے کی کوشش کی لیکن وہ خوبصورت منبر نہ بچایا جا سکا جو سلطان صلاح الدین نے مسجد اقصیٰ کی نذر کیا تھا۔ اس پر سیپ اور ہاتھی دانت سے آیاتِ قرآنی کندہ کی گئی تھیں اور دلکش نقش و نگار بنائے گئے تھے۔

(بشکریہ الجمعیۃ (سہ روزہ) دہلی ۱۲ ۹/۶۹)

اعلانِ دعا

ایک دوست شیخ ناظم ترکی موضع براتو کمبا فولی۔ لیسکارو ڈ۔ ڈاکخانہ ہیجل ضلع رانچی بہار سے لکھتے ہیں کہ ان کے اکلوتے لڑکے کمال ناظم ترکی جس کی عمر اٹھارہ انیس برس کی ہے کو ہارٹ اٹیک کی سخت بیماری کا دورہ پڑ رہا ہے۔ میڈیکل کالج میں داخل کیا ہوا ہے لیکن ڈاکٹر مایوسی کا اظہار کرتے ہیں کہ بیماری اچھی نہیں ہوگی۔ اب ان کا اللہ تعالیٰ کی ذات اور دعا ہی کا آسرا ہے لہٰذا وہ احباب جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی کامل شفاء کے لئے دعا کریں۔ سو احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شیخ ناظم صاحب ترکی کے اکلوتے بچے کو اس مرض سے شفا بخشے اور اسلام احمدیت کے نور سے بھی ان کے دل و دماغ کو منور کرے آمین

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قرآنِ کریم بائیبل کے مقابلہ میں کامل جامع و عالمگیر کتاب ہے

قرآنِ کریم سے پادریوں کے پندرہ سوالات کے جوابات

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قسط نمبر ۲

اس ابتدائی و ضروری وضاحت کے بعد اب ہم پادریوں کے پندرہ سوالات کو لیتے ہیں۔ جن کے متعلق ہمارے غیر احمدی دوست کا بار بار اصرار ہے کہ مرزا صاحب (علیہ السلام) نے باوجود پادریوں کے تکرار و اصرار کے ان کا جواب نہ دیا تھا۔ ان کا جواب کما حقہ ہونا چاہئیے

پادری صاحبان کا کہنا ہے کہ جن باتوں کا ان میں ذکر کیا گیا ہے ان کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہیں۔ حالانکہ ان کے نزدیک وہ باتیں اشد ضروری ہیں مگر قرآن کریم ان سے خالی ہے جو اس بات کا زبردست ثبوت ہے کہ قرآن کریم ایک ناقص کتاب ہے۔ اور وہ بائیبل کا محتاج ہے۔ احادیث اپنے نقائص سے اس کی اس کمی کو پورا نہیں کرتیں اس لئے قرآن کریم نے خود کہا ہے کہ تم بائیبل کو بھی لازمی طور پر زیر مطالعہ رکھو

پس اگر ان کے نزدیک مذکورہ سوالات یا ان کے مثل اور بھی امور کا جواب بائیبل کے صحف میں کامل اور مکمل اور واضح اور مفصل رنگ میں دیا گیا ہے جو قرآن کریم میں نہیں تو ایسا ہونا ضروری بھی تھا کیونکہ اس کے مخاطبین روحانی ارتقاء و دماغی عروج کے اعتبار سے قرآنِ کریم کے مخاطبین کے مقابلہ میں کمتر اور ایک طرح کی نابالغ نسل تھے۔ اور وہ ان امور کی برداشت نہ کر سکتے تھے جن کے متعلق حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مجھے تم سے اور بھی باتیں کرنا ہے مگر ابھی تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ روح حق میرے بعد آکر تم کو کامل سچائی کی باتیں سکھائے گا (یوحنا) پس جو غیر ضروری تفصیلات بائیبل نے دی ہیں قرآن کریم نے ان کے جاننے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی اور اگر ان میں سے کسی امر کے مطالعہ میں لانے کی ضرورت سمجھی ہے تو اس کے متعلق خود فرما دیا ہے کہ تم کو اجازت ہے کہ تم صحف انبیاء کا مطالعہ کرو کہ قرآنِ مجید اور سنت رسول اور عقل کی روشنی میں اپنے اجتہاد سے کام لے کر ان سے استفادہ کر سکتے ہو۔ اور جو باتیں تم قرآن کریم و سنت رسول صلعم اور عقل کے مخالف نہ ہوں ان کو تم لے سکتے اور ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہو

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ باتیں قرآنِ کریم کے مدنظر ہیں اور چونکہ وہ پہلے کورس کے اندر موجود ہیں اور وقت کا تقاضا بھی ہے کہ طوالت سے بچنے کے لئے ان کو نئے سرے سے بیان نہ کیا جائے اور قرآن کریم کو ان سے پاک رکھا جائے اس لئے قرآن کریم نے ان کو اپنے اندر نہیں لیا اور ان صحف ہی کے بیان پر اکتفا کر لیا ہے جیسا کہ تعلیمی کورس کے بارہ میں سب کو اس بات کا علم ہے کہ اعلیٰ و اکمل کورس میں اس سے نچلے درجے کے کورسوں کی بہت سی باتیں درج نہیں ہوتیں اور ان کو کبھی کبھار ضرورت پڑنے پر وہاں سے دیکھ لیا جاتا ہے۔ اور یہ نہیں سمجھا جاتا کہ وہ کورس اعلیٰ و اکمل نہیں۔ اور وہ نچلے درجے کے کورسوں کا محتاج ہے۔ ایسا ہی قرآنِ کریم کے متعلق بھی یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ بائیبل کا محتاج ہے اور کامل نہیں بلکہ ناقص ہے۔ کوئی دانا اور اہلِ علم غیر متعصب انسان ایسا فتویٰ نہیں دے سکتا۔

(۱) پادریوں کا پہلا سوال یہ ہے کہ ماں بہن وغیرہ جن سے وطی کرنا ناجائز ہے ان سے وطی کرنے کی سزا قرآن کریم نے کیا بتائی ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے ممنوعہ عورتوں سے زنا کی سزا بیان کی ہے وہی سزا اس شخص کی بھی ہے

(۲-۳-۴) سوالات کا جواب یہ ہے کہ وطی وغیرہ کے بارہ میں قرآن کریم نے جائز اور فطرتی طریق کا ذکر نہایت عمدہ لطیف پیرایہ میں کیا اور فرمایا ہے کہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (بقرہ ع ۲۸) نیز فرمایا ہے کہ جہنم سے بچنے والوں کی ایک صفت یہ ہے کہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (سورۃ المعارج ۳۰ تا ۳۲)

گویا ایک فطرتی طریق کے سوا باقی تمام طریقوں وصورتوں و ذریعوں کو ناجائز و مردود و مکروہ قرار دیا ہے

باقی رہا اس قسم کی بدکاری کی سزا تو قرآن کریم نے نہ صرف اس پر صریح سزائیں مقرر کی ہیں بلکہ ان کے ابتدائی مراحل پر بھی ان کو سزا دے کر تنبیہ کا حکم دیا ہے۔ ملاحظہ ہو وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِن تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (ن ر ۱۶-۱۷)

قرآنِ کریم نے پاک دامنی اور پاکیزگی وعفت پر جس قدر اور جس عمدگی سے زور دیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نے پاکیزگی کے منافی ہر خیال اور ہر قول اور ہر فعل سے روک کر معاشرہ کو پاک رکھنے کا حکم دیا ہے اور ناپاکی کو خدا تعالےٰ کے قرب و وصال کے منافی ٹھیرایا ہے۔

بلکہ بائیبل نے انبیاء پر طرح طرح کے الزامات و اتہامات لگا کر ناپاک ثابت کرنے کے لئے ان پر جو حملے کئے ہیں ان کو دفع کرنے کے لئے ان کی عصمت و پاکیزگی و تقدس بھی ثابت کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بائیبل و قرآن کریم میں سے کون ناقص و کون کامل ہے۔

(۵) انسانی جسم کے کن اعضاء کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا چاہیئے ؟

قرآنِ کریم نے اس کو معمولی فطرتی امر ہونے کی وجہ سے فطرتِ صحیحہ پر چھوڑ دیا ہے۔ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا

دوسرا جواب اس کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی ذات والاصفات ایک دوسرا مجسم قرآن کریم ہے۔ اس امر کا جواب آپؐ کی سنت و عملی نمونہ سے ظاہر ہے آپؐ نے اس کا جواب عمل کرکے دیا ہے اور بتایا ہے کہ فلاں فلاں حصہ کو دوسروں کی نظر سے چھپانا ضروری ہے۔

(۶) پانی کی وہ مقدار کونسی ہے کہ جس میں اگر کوئی نجس شَے پڑ جائے تو بھی پانی کو پلید نہ سمجھا جائے ؟

اس کے بیان کرنے کی ضرورت قرآن کریم نے نہیں سمجھی کیونکہ یہ بھی ایک فطرتی امر ہے ہر شخص کی فطرت خود بخود اس بات کا فیصلہ کر لیتی ہے کہ آیا نجس چیز پڑنے سے یہ پانی ناپاک ہوا ہے یا نہیں۔ اور پھر یہ اس کی مرضی پر بھی منحصر ہے کہ جس پانی کو وہ چاہے نجس سمجھ کر ترک کر دے اس پر کوئی پابندی نہیں

علاوہ ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرما دی ہوئی ہے۔ آنحضرت صلعم کا قول و سنت بیکار نہیں اگر بیکار ہوتا تو خدا تعالےٰ قرآن کریم کے ساتھ آپ کو رسول بنا کر نہ بھیجتا بلکہ آسمان سے یا زمین کے اندر سے لکھی لکھائی کتاب مہیا کر دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا وہ اپنے رسولوں کو بھی ساتھ بھیجتا رہا ہے کہ وہ اپنے قول و عمل سے اس کی وضاحت کریں

(۷) ظروف و برتنوں وغیرہ کو پاک کرنے کا کیا طریقہ قرآن نے بتایا ہے ؟

اس کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے پاکیزگی کے متعلق واضح ارشاد فرمایا ہے اور اسے مومنوں کا شعار اور کامیابی کا ذریعہ بتایا ہے۔ فرماتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ نیز فرمایا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر ع) کہ ہر قسم کے گندوں سے الگ رہو اور ہر طرح کی پاکیزگی رکھو۔ اس میں زبان۔ دل۔ جوارح اور دیگر ہر قسم کی پاکیزگی آگئی ہے۔ نیز فرمایا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ کہ اللہ تعالےٰ ظاہری بھی اور باطنی بھی توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور خود قرآن کریم نے اپنے تیار کردہ پاک معاشرہ کو بھی ظاہری و باطنی صفائی کے لئے بطور مثال و نمونہ پیش کیا ہے۔ فرماتا ہے فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَن يَتَطَهَّرُوا (توبہ ع ۱۴) اس پاکیزگی کے حکم میں سب قسم کے برتنوں کی صفائی کا بھی مفہوم داخل ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ صفائی کے متعلق قرآن کریم کا مذکورہ اشارہ ہر قسم کے گندوں سے پورے طور پر

بچنے اور اعلیٰ سے اعلیٰ پاکیزگی اختیار کرنے کی طرف ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے لباس التقویٰ کہہ کر اندرونی صفائی و پاکیزگی باطن کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اس طرح اس نے صفائی کے متعلق کامل تعلیم دی ہے

اب رہا برتنوں کی صفائی کا طریقہ سو اس کے متعلق بھی قرآن کریم نے دو چیزیں بتا رکھی ہیں ایک تو پانی کا دوسرے مٹی کا استعمال قرآن کریم نے غسل و وضو میں ان دونوں کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا سنت رسول اس پر مستزاد ہے جس کے متعلق فرمایا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کہ رسول اللہ کے طریق و اسوہ پر چلنا وہ بہترین ذریعہ ہے

(۸) جانوروں و اشیاء کی حلت و حرمت کے متعلق سوال کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے اصولی و بنیادی طور پر اس کی بھی تفصیل بیان کی ہوئی ہے اول فرمایا ہے يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ (اعراف ع ۱۹) ایسے ہی فرمایا ہے اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ناپاک چیزیں ناپاک لوگوں کے لئے ہیں اور پاک چیزیں پاک لوگوں کے لئے ہیں غرض قرآن کریم نے تمام پاکیزہ چیزوں کو جو صحت جسمانی کے لئے اور ایسا ہی حالت روحانی کے لئے مفید چیزوں کو جائز و حلال قرار دیا ہے اور ناپاک گندی اور مضر صحت و مخرب اخلاق و روحانیت اشیاء کو ممنوع ٹھہرایا ہے۔

یہ تو اصولی طور پر ایک عام ہدایت دے دی ہے اس کے علاوہ اس نے خاص طور پر بھی جانوروں میں سے چار اقسام کے جانوروں کو حلال قرار دیا ہے اور وہ گائے۔ اونٹ بھیڑ بکری ہیں۔ اور اس کے مقابل پر چار ہی اقسام کے جانور و اشیاء حرام ٹھہرائی ہیں اور وہ یہ ہیں مردار۔ جسم میں سے بہہ کر نکل جانے والا خون۔ سؤر۔ اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جانے والا جانور۔ اور شکار کے جانوروں اور پرندوں وغیرہ کے متعلق بھی قرآن کریم نے وضاحت فرمائی ہے اور رسول کے عمل نے بھی اسے الم نشرح کر دیا ہے

کتے کی حلت و حرمت کو بیان کرنے سے قرآن کریم نے اعراض کر لیا ہے کیونکہ عرب لوگ پہلے ہی سے اسے مکروہ سمجھ کر اپنے لئے حلال نہ قرار دیتے تھے اور اس کو [illegible] تھے۔ لہٰذا اس کے متعلق مزید وضاحت کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ہاں اگر عرب اسے اپنے کھانے میں استعمال کر رہے ہوتے اور اسے حلال جانتے تو قرآن کریم ضرور اس کی حرمت کا ذکر کرتا۔ ادھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت نے بتا دیا کہ وہ حرام ہے۔ آپؐ نے اسے کبھی نہیں کھایا۔ غرضیکہ رسول کریم صلعم کے عمل و ترک عمل نے بتا دیا ہے کہ فلاں فلاں چیز حلال ہے اور فلاں فلاں ممنوع ہے۔ قرآن کریم نے اصول بتا دئے ہیں کہ ہر خبیث و غیر طیب و مضر جانور و چیز حرام ہے اور طیب و پاکیزہ چیز حلال ہے۔ اس کے بعد عام جانوروں و چیزوں کے نام لے لے کر درج کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اور یوں بھی ساری دنیا کی چیزوں و جانوروں کے ناموں کا اندراج محال اور غیر ممکن ہے۔ ساری دنیا مل کر بھی ان کا شمار نہیں کر سکتی۔

قرآنی اصولی بیان اور سنت رسولؐ سے سب ضروری باتیں حل ہو گئی ہیں اگر مزعومہ سب چیزوں کو قرآن کریم میں درج کیا جاتا تو وہ نہ معلوم کتنے اجزاء پر مشتمل ہوتا۔ اور ناقابل برداشت ہو جاتا۔ جس کی طرف اتنی توجہ نہ دی جا سکتی جتنی اب دی جا رہی ہے ہم فقہ ہی کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ ان میں کس قدر طوالت ہے۔ وہ تو خیر الگ رہیں ذرا بائیبل ہی کا اندازہ کیجئے کہ کتنے لوگ تمام و کمال مطالعہ کرتے ہیں۔ اس کا ایک حصہ تو ایسا ہے جس کے مطالعہ سے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو منع کیا جاتا ہے اور ان کو اسے پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اور سختی سے روکا جاتا ہے کیونکہ اس میں بعض ایسی خلاف تہذیب و منافی انسانیت باتیں بھی بیان کی گئی ہیں جن کا اثر بڑا خطرناک سمجھا جاتا ہے اور وہ روحانیت و اخلاق و تمدن کے لئے سخت مہلک ہیں۔ جیسا کہ نیوگ کا مسئلہ ہے اس لئے ان کے مطالعہ کے لئے بائیبل کے بعض مخصوص حصے ہی مقرر کئے گئے ہیں۔ قرآن کریم نے ایسے مخرب روحانیت و اخلاق و تمدن و مکروہ و مردود حصول کے ذکر سے اعراض کر لیا ہے۔ اور ان کے بیان کی تفصیل سے اپنے آپ کو پاک رکھا ہے اور اس طرح اس نے بائیبل کے اس نقص کی طرف عیسائی بھائیوں کو توجہ دلا کر ان پر احسان عظیم کیا ہے۔ مگر وہ اس کا شکر گزار ہونے کی بجائے اس کو مورد طعن و تشنیع بنا رہے ہیں۔ قرآن کریم نے بعض جگہ بحالت مجبوری بعض امور کا ذکر کیا ہے مگر اختصار کے ساتھ۔ نہایت ہی موزوں انداز و پسندیدہ طور پر اشارہ ہی پر اکتفاء کی ہے۔ اور اس طرح ان کے برے پہلو کے اثر سے ذہنوں کو بچا لیا ہے۔ یہ شان بائیبل کو حاصل نہیں۔ اس میں ہر قسم کا رطب و یابس اور حشو و زوائد بھرا پڑا ہے۔ جو طبائع پر برا اثر ڈال کر اس سے متنفر کر دیتا ہے۔

(۹) ذبح کرنے کا طریق کیا ہے۔ کس طرح کس جگہ سے کس قدر کاٹا جائے۔ اگر سارا کٹ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

اسے قرآن کریم کے الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اس لئے اسے سنت رسولؐ نے ظاہر کر دیا ہے۔ اس کی تفصیل عمل سے کر کے دکھا دی گئی ہے۔ جیسا کہ نماز روزہ حج وغیرہ مسائل کی تفصیلات سنت نے بتا رکھی ہیں اس کی بھی تفصیل سنت نے ہی کر دی ہوئی ہے اور وہ سنت عملی قرآن سے

(۱۰) حیض کے دنوں کی تعداد کیا بتائی ہے۔ کتنے دنوں کے بعد عورت اس سے پاک ٹھہرائی گئی ہے؟

قرآن کریم نے حیض کے متعلق احکام بتا کر پاکیزگی کو ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور ان ایام میں عورت کو عبادت مخصوصہ سے اس بناء پر رخصت دے دی ہے کہ وہ مرض و ایذاء دہ چیز ہے۔ اور تعلقات زوجین کی نوعیت پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ باقی رہی اس کے مخصوص ایام کی مقدار۔ تو چونکہ وہ ہر عورت کی جدا جدا ہے اور اسے وہ خود ہی سمجھتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق ایام کی گنتی کے ذکر کو قرآن نے غیر ضروری سمجھ کر ترک کر دیا ہے۔

(۱۱) نفاس کے متعلق بھی یہی سمجھنا چاہیئے کہ اس سے پاک ہونے کے وقت کو عورت خود ہی جانتی ہے اسے اس کے متعلق کچھ بھی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ انسان سفر و مرض کو اور ایسا ہی کئی اور امور کو اپنی عقل و فطرت سے خود حل کر سکتا ہے۔

(۱۲) ختنہ کے جواز و عدم جواز اور وقت اور موقعہ اور طریقہ کے متعلق قرآن کریم نے کیا بتایا ہے؟

اس کے متعلق بھی یاد رہے کہ یہ سنت ابراہیمی ہے جس کا رواج خدا تعالیٰ کے حکم سے ضروری ہے۔ آنحضرت صلعم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور ابراہیمی دین حنیف رکھتے ہیں اور اس پر عامل ہیں اور ساری عرب قوم بھی اس پر عامل تھی قرآن کریم نے اسلام کو دین حنیف قرار دیا ہے بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا کہہ کر اس طرف اشارہ فرما دیا ہے۔ اور کتے کی حرمت اور ختنہ کی اس جاری سنت کو جاری رہنے دیا ہے۔ اس کے متعلق عمل کے سوا کسی لفظی حکم کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی اس لئے ان امور کا ذکر ترک کر دیا اور سنت اور آپؐ کے دین حنیف کو اس کی ضمانت سمجھا گیا ہے۔

(۱۳) خیانت کی سزا کیا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ خیانت چوری اور ظلم ہے اور دوسرے کے حق کا غصب ہے قرآن کریم نے ظلم و چوری اور غصب کو ناروا قرار دیا ہے اور چوری کی سزا مقرر کر دی ہے اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا کہ چوری کا کام و پیشہ اختیار کرنے والے کے لئے سزا قطع ید ہے

(۱۴) زکوٰۃ نقد اور مویشی اور غلوں اور پھلوں کی کس کس وقت اور کس کس قدر ادا کرنی چاہیئے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے بار بار زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور سنت رسول نے جو آپؐ نے اپنے متبعین میں جاری فرمائی اور اس پر عمل کروایا زکوٰۃ کے متعلق جملہ امور کو حل فرما دیا اور کسی قسم کی کمی باقی نہ رہنے دی

(۱۵) ناجائز ولادت کا بچہ خدا تعالیٰ کی پاک جماعت میں داخل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے۔ خدا نے شریعت کو صرف جائز ولادت والے بچوں کے ساتھ مخصوص نہیں کیا وہ دنیا کے سب انسانوں کے لئے ہے۔

دوسرے کوئی وجہ نہیں کہ اسے پاکوں کی جماعت میں داخلہ کی اجازت نہ ہو۔ آخر اس کا ذاتی قصور کیا ہے، جو اسے داخلہ سے روکتا ہو۔ قرآن کریم نے اس بارہ میں بتایا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ۔ اسلام نے آکر کفارہ کا رد کیا ہے اور اسے بے رحمی و بے انصافی قرار دیا ہے اور بتایا کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے گناہ و قصور کا ذمہ دار نہیں لہٰذا کسی کی ناجائز ولادت بھی اس کے پاک جماعت میں شمولیت کے آگے روک نہیں۔ پس اگر کوئی بدکار عورت اپنی بدکرداری سے توبہ کر کے پاک زندگی اختیار کر لیتی ہے تو اس کے بچہ کی ولادت اس کے روحانیت کے حصول میں کس طرح روک قرار دی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم عیسائیت کی طرح کسی موروثی گناہ کا قائل نہیں۔ اس نے تو صاف فرما دیا ہے کہ فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (روم ع ۴) کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو فطرت صحیحہ پر پیدا فرماتا ہے۔ اور وہ پیدائش کے لحاظ سے ناپاک و گنہگار نہیں ہوتے بلکہ پاک ہوتے ہیں إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا یعنی پاک فطرت کو قائم رکھنے کے لئے ہم اس کی ہدایت کا سامان بھی کرتے ہیں۔ آگے وہ اپنی مرضی سے پاک بنے یا ناپاک۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ ہم مجبور کر کے کسی کا قصور دوسرے کے ذمہ نہیں لگاتے

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

تحریکِ جدید ——— اور ——— شمسِ اسلام

از مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے فاضل کارکن نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

فرمانِ نبوی

احباب کو معلوم ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اور ایسے وقت میں جب کہ اسلام کی زندگی معرضِ خطر میں ہوگی تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے دینِ متین کے لئے جوش میں آئے گی۔ اور وہ اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ امتِ محمدیہ سے ایک انسان کو کھڑا کرے گا جو دینِ اسلام کا احیاء اس طور سے کرے گا کہ نہ صرف مشرقی دنیا ہی نورِ اسلام سے منور ہوگی بلکہ شمسِ اسلام مغرب کی زاویوں پر چمکائے گا اور مغربی اقوام بھی نورِ اسلام سے حصہ پائیں گی۔ اور وہ صلیب کو خیرباد کہہ کر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آکر فخر محسوس کریں گی۔

مردِ کامل

سو خدا کی نوشتے پورے ہوئے اور وہ مردِ کامل ظاہر ہوا اور اس نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے پھر دینِ اسلام کو تازگی بخشی۔ اور مردہ روحوں کو جو زندگی کی خواہاں تھیں اس ابدی اور دائمی چشمہ سے سیراب کیا جو زندگی کا حقیقی چشمہ ہے۔ اور انہوں نے جان لیا کہ ہمارا خالق و مالک ہے۔

وہ قومیں جو انسان کی پرستش میں مشغول تھیں اور ایک کمزور انسان کو خدا سمجھے بیٹھی تھیں، انہیں بھی بتدریج اس عقیدہ کی غلطی کا احساس ہونے لگا اور آہستہ آہستہ خدائے واحد کی طرف رجوع کرنے لگے اور قادر و قیوم خدا کے پجاری بن گئے۔ یہی وہ سورج ہے جو آج مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ یعنی یوروپین اقوام مسیح کی الوہیت اور ابنیت سے تائب ہو کر اسلام میں داخل ہو رہی ہیں اور اپنے حقیقی خالق و مالک کو پہچاننے لگی ہیں۔

کبھی آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ یہ عظیم انقلاب کیسے رونما ہونے لگا ہے؟ یہ ایک خدائی فعل تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہی اس آواز کو دبا دینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن جس قدر اس کو مٹانے اور مٹانے کی کوشش کی گئی اتنی ہی زیادہ طاقت اور زور کے ساتھ پھیلتی چلی گئی اور اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

تحریکِ جدید کا آغاز

خلافتِ ثانیہ کے زمانہ میں مخالفانہ قوتیں ایک نئے جوش کے ساتھ جماعت پر حملہ آور ہوئیں لیکن جس کو اللہ رکھے اس کو کون چکھے۔ تائید و نصرتِ الٰہی اور ہمارے اولوالعزم امام کی قوتِ قدسیہ اور بیدار مغزی سے مومنوں کو ایسی فتحِ عظیم نصیب ہوئی کہ دشمن کی کمر ٹوٹ گئی اور الٰہی جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی گئی۔ اور آج بفضلہ تعالےٰ جماعتِ احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

اس نازک وقت میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احیائے دین، اشاعتِ اسلام، اور قیامِ شریعت کے لئے جماعت کے سامنے ایک تحریک رکھی جو تحریک جدید کے نام سے موسوم ہوئی۔ جس میں امام ہمام نے جماعت سے مختلف رنگ کے انیس مطالبات کئے۔ ساری جماعت نے دل و جان سے ان پر لبیک کہا۔ اور ہر طرح کی قربانی کے لئے شرح صدر سے تیار ہو گئے۔

جماعت کا اقدام

جس وقت تحریک جدید کا اجراء ہوا اس وقت جماعت نے تردد نہیں کیا کہ ہم اس نیک تحریک میں شامل ہوں یا نہ ہوں۔ بلکہ ہر ایک نے یہی کوشش کی کہ پورے انیس مطالبے میرے ہی ذریعہ پورے ہوں۔ نوجوانوں نے زندگیاں وقف کیں ماؤں نے اپنے لعل اس طرح خدمتِ دین کے لئے پیش کئے جس طرح بھٹیاری اپنے بھٹ میں ایندھن جھونکتی ہے۔ باپوں نے اپنی امیدوں تمناؤں اور آرزوؤں کو قربان کیا۔ الغرض جس کسی سے جیسے بن پڑی دیوانہ وار لبیک لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ نادار دعاؤں میں لگ گئے۔ اور صاحبِ حیثیت افراد نے مالی قربانیاں پیش کیں عورتوں نے اپنے زیور نچھاور کر دئے۔ سہولت اور آرام کی زندگی کو خیرباد کہہ کر سادہ زندگی اختیار کر لی۔ اپنی خورد و نوش میں کمی کی۔ آسائش و زیبائش کو تیاگ دیا اور مجاہدانہ زندگی اختیار کرکے ہر مرد اور ہر عورت، ہر بوڑھا اور ہر نوجوان، ہر چھوٹا اور ہر بڑا سلسلہ احمدیہ کا روحانی سپاہی بن گیا۔ اور اپنے دین کی حفاظت اور اشاعت میں ہمہ تن محو ہو گیا۔

اس کے نتائج

مجاہدینِ تحریکِ جدید کی ان بے دریغ قربانیوں۔ والہانہ جانبازیوں کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ ایک دنیا توحیدِ کامل کے نعروں سے گونج رہی ہے اور کلمۂ محمدی کی چمکار ہر ملک کو چکا چوند بنا رہی ہے اور نورِ قرآن ہر جگہ ضیاء پاش ہے اور یوروپین اقوام شمس الاسلام کی ضیاء باریوں سے منور ہو رہی ہیں۔ اور یورپ اسلام کی پاک اور مقدس تعلیم کے آگے سرنگوں ہوتا جا رہا ہے۔ اور ہزاروں سعید فطرت روحیں تعلیمِ اسلام پر دل و جان سے فریفتہ ہو چکی ہیں۔ یورپ کے متعدد ممالک میں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ جو اسلام کی تبلیغ کے مراکز ہیں۔ یہی وہ خوشکن نتائج ہیں جو تحریکِ جدید کے ذریعہ ظہور پذیر ہوئے اور یہی وہ جانباز و مجاہد سپاہی ہیں اسلام کے جن کے ذریعہ سورج کا طلوع مغرب سے ہوا۔ یعنی مغربی اقوام نے اسلام کو دل و جان سے قبول کیا اور بہت سی روحیں اسلام میں شمولیت کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ اس طرح مخبرِ صادق کا وہ برحق قول کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا، پوری آب و تاب سے پورا ہوا۔ ہاں یہ سارا ماجرا تحریک جدید کے طفیل ہی ظہور میں آیا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگاہ زندہ وار

احرارِ یورپ اور ہمارا فرض

شمعِ احمدیت کے پروانو! کیا آپ نے کبھی اپنے نفسوں کا جائزہ لیا ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے جس شجرۂ طیبہ کی آبیاری اپنے خونوں سے کی تھی اور جس کے میٹھے پھلوں سے مختلف اقوام و ممالک بہرہ ور ہوئے۔ اور جس کے گھنے سایوں تلے راحت پائی کیا اس شجرۂ طیبہ کی غور و پرداخت اور نگرانی کی کچھ ذمہ داریاں آپ پر بھی ہیں اور آپ ان کو کس حد تک نباہ رہے ہیں؟ احرارِ یورپ کی نگاہیں اب آپ پر مرکوز ہیں کہ آپ کے اسلاف نے تو کما حقہ اپنے کام کو نبھایا اب سارا بوجھ آپ پر ہے آپ کس حد تک نباہ رہے ہیں۔ یورپ ترس رہا ہے۔ روس جاں بلب ہے امریکہ پریشان ہے۔ یہ سب روحانی پیاس سے دوچار ہیں اور وہ مسیح محمدی کے پروانوں کے منتظر ہیں کہ ان کی روحانی تشنگی کو دور کرنے کا سامان کریں یہ سب کچھ تبھی ہو سکتا ہے کہ آپ آگے بڑھیں، اور بڑھ چڑھ کر مالی، جانی اور وقت کی قربانیاں کریں۔

حرفِ آخر

اے نوجوانانِ احمدیت! ایک نئے جذبہ اور ولولہ کے ساتھ آگے آؤ۔ دنیا کو تمہاری ضرورت ہے۔ اپنے پر موت وارد کرو تا تم ابدی زندگی کے وارث کئے جاؤ۔ اپنے آراموں کو ترک کرو آسائش و زیبائش کو بھول جاؤ۔ سادہ زندگی کے دلدادہ بنو۔ اور اپنے فضول مصارف سے پرہیز کرو اور اپنے قیمتی مالوں کو بچا کر پانچ ہزاری فوج کے مردِ مجاہد بنو۔ اور تحریک جدید کی سپاہ میں شامل ہو کر اپنے آپ کو ہمیشہ کی زندگی سے سرفراز بناؤ۔ تحریک جدید کے مالی جہاد میں آپ کا نمایاں حصہ ہو تا آپ کی گردن بھی فخر سے اونچی ہو کہ ان روحانی فتوحات میں آپ بھی شامل ہیں۔

اور اے احمدیت کی بیٹیو! اٹھو وقت نازک ہے مسیح الزمان اور رحمان کی فوجیں برسرِ پیکار ہیں۔ سو آگے آؤ اور روحانی فوج کے لئے قربانیاں کرو۔ مالی جہاد میں حصہ لو اور تحریکِ جدید کے فنڈ کو جو روحانی فوجوں کا فنڈ ہے مضبوط کرو۔ اپنے کھانے پینے اور آرائش و زیبائش میں سادگی اختیار کر کے گوٹہ کناری نئے قیمتی کپڑوں اور زیورات سے پرہیز کرتے ہوئے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی کو اس سے بچا کر زیادہ سے زیادہ مالی قربانیاں اس تحریک کے لئے پیش کرو۔ یاد رکھو یہ زندگی عارضی ہے اور دائمی اور ابدی زندگی وہی ہے جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ پس تحریک جدید کے ذریعہ ایسے صدقہ جاریہ میں حصہ لو جو تا قیامت جاری رہنے والا ہے۔

سو اے بھائیو اور بہنو آپ نے اگر وعدے کئے ہیں تو ان کو جلد سے جلد پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اور اگر وعدے نہیں کئے تو ابھی اولین فرصت میں وعدے بلکہ نقد ادائیگی کریں۔ اور بقایا دار بقایا ادا کریں۔

ہمارے بھارت کے چندے بھارت ہی میں تبلیغ پر خرچ ہوتے ہیں۔ قادیان کی مرکزیت کی وجہ سے اور ذرائع رسل و رسائل کی فراوانی کے باعث ساری دنیا کے ایک ہی مذہب کی حیثیت اختیار کر جانے کے باعث مغرب سے طلوع شمس میں بھارت میں احمدیت کا ...

قرآن کریم بائبل کے مقابلہ میں .... بقیہ صفحہ ۸

اور نہ بلا قصور اسے پاک سوسائٹی کے اندر آنے سے روک سکتے ہیں۔

پندرہ سوالات کے وہ جوابات جو قرآن کریم کی رو سے خدا تعالےٰ نے دئے ہیں ہم نے آیات کی رو سے درج کر دئے ہیں۔

الغرض قرآن کریم نے اپنے متعلق جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کہہ کر کامل کتاب ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے وہ ایک حقیقت ہے جس کے ساتھ دلائل موجود ہیں عیسائی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ ان پر غور فرمائیں اور بیکار و نکمے سوالات کر کے اپنی کم علمی کا ثبوت نہ دیا کریں بلکہ ان کو چاہیئے کہ وہ موازنہ کے لئے صحیح اور مناسب طریق اختیار کریں۔ اور خدا کا خوف کر کے اور طالب صادق بن کر قرآنی صداقتوں و حقائق کو پرکھیں۔ اور اس امر کو بخوبی یاد رکھیں کہ قرآن کریم نے اس بات کا ذکر خود کر رکھا ہے کہ اس نے سابقہ صحف کی بہت سی غیر ضروری آیات کو موجودہ و آئندہ کی ضرورت و حالات کے پیش نظر ترک کر دیا ہے اور ان میں سے جن امور کی ضرورت سمجھی گئی ہے ان کی مثل برابر احکام بیان کر دئے ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر بھی تعلیم دی ہے۔ جو امور ان میں موجود نہ تھے اور ان کی ضرورت درپیش تھی ان کو اس نے بیان کر کے تعلیم مکمل کر دی ہے فرماتا ہے

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنْسِھَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْھَآ اَوْ مِثْلِھَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (البقرہ ۱۰۷)

یعنی ہم جو بھی سابق آیت منسوخ یا ترک کر دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی اور دوبارہ لے آتے ہیں۔ کیا تجھے اس امر کا علم نہیں کہ اللہ ہر ایک امر پر جس کا وہ ارادہ کرے پورا قادر ہے۔

پس بائبل والی بعض باتوں کا ترک بیان تو خود قرآن کریم ضروری قرار دیتا ہے اس نے اس بارہ میں عیسائی بھائیوں کے عدم تسلی کا اعتراض کا بھی ساتھ ہی جواب دے رکھا ہے اور وہ یہ کہ قرآن کریم باوجود بہت سی سابقہ باتوں کے ترک کر دینے کے نہ صرف کامل و مکمل ہے بلکہ وہ بائبل سے بہتر افضل و برتر ہے۔ اسی طرح اس نے عیسائی دنیا کو اس امر کا چیلنج دے رکھا ہے کہ وہ صحیح طور پر مقابلہ و موازنہ کر کے دیکھ لیں ان کو ... ے گا کہ قرآن کریم کو بائبل ... دبرتری و افضلیت حاصل ہے ... اور کی ... نہایت بے نظیر چیلنج ہے

جو قرآن کریم نے آج سے چودہ سو برس سے قبل سے ان کو دے رکھا ہے۔ اور انہوں نے اس کے جواب میں سکوت اختیار کر کے قرآن کریم کی عظمت کا دل سے اعتراف کر لیا ہے گو دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں ہائے ہائے ہزار

جماعت احمدیہ کے قیام کے وقت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے ان کو انعامی چیلنج دیا گیا ہے کہ وہ اپنے صحف انبیاء سے کوئی ایسی اعلیٰ درجہ کی روحانی تعلیمات اس کی سورۂ فاتحہ کے مقابلہ میں پیش کر کے دکھائیں جس سے بہتر تعلیم اس سورت میں نہ ہو اس چیلنج کے ساتھ اول پانچ ہزار روپیہ کا انعام رکھا گیا تھا جسے موجودہ امام جماعت حضرت خلیفۃ ثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ کر دیا گیا ہے مگر حیف ہے پادریوں کے اس گروہ پر کہ وہ نرے دعوے ہی کرنا جانتے ہیں۔ مقابلہ پر آکر کچھ دکھانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ جماعت کی طرف سے یہ چیلنج و تحدی بدستور قائم ہے آزمائے جس کا جی چاہے۔ آسمان کے نیچے کوئی کتاب قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتی براہین احمدیہ کے ذریعہ سے دس ہزار کا انعام ان کے سامنے رکھا گیا تھا اور پھر پچاس ہزار کا انعام اب بھی موجود ہے آخر کیا بات ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا پادری دلشپ سامنے نہیں آتا۔ وہ بائبل کی برتری کا ثبوت دے کر کیوں انعام حاصل نہیں کرتا۔ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

پادری صاحبان کو ہمارا چیلنج

پادری صاحبان اس بات پر مصر و بضد ہیں کہ بائبل جامع کتاب ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں اس نے جملہ مذہبی امور کو بیان کر رکھا ہے۔ ہمارا پادری صاحبان کو یہ چیلنج ہے کہ اوّل وہ بائبل سے اس کا کاملیت کا دعویٰ دکھائیں ورنہ مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہے۔ دوم بائبل سے ایسے جملہ مسائل فقہیہ نکال کر دکھائیں جو مسلمانوں کی مسلمہ فقہ کی کتب میں بیان کئے گئے ہیں۔ سوم وہ اس میں سے یہ نکال کر دکھائیں کہ اس نے جملہ مذاہب کے پیروؤں کو دعوت اور مذہبی آزادی دی ہو اور یہ اعلان کیا ہو کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں چہارم وہ یہ بھی دکھائیں کہ اقوام عالم پر کنٹرول کرنے کے لئے ایک ادارہ و مجلس ایسی ہونی چاہیئے جو ظالم و مظلوم قوموں و حکومتوں کے درمیان فیصلہ و رفع تنازعات کرنے کی اہلیت و قدرت

ہو رکھتی ہو اور ان میں انصاف کے ساتھ صلح کرا سکے اور جنگ کو رکوا سکے اور ہر ایک کا حق دلا سکے اور اگر ان میں سے کوئی زیادتی سے دوسری پر حملہ آور ہو اور اس مجلس امن کا فیصلہ نہ مانے تو سب حکومتیں مل کر اس سے جنگ کر کے اسے فیصلہ ماننے پر مجبور کر دیں اور پھر انصاف سے صلح کرا دیں۔ غرضیکہ بائبل میں سے بین الاقوامی صلح کے قیام کے لئے مجلس امن اور اس کے بنیادی اصول نکال کر دکھا دیں۔ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے اس سے دنیا کو پتہ لگ جائے گا کہ بائبل میں واقعی حسب ضرورت احکام اور ان کی تفصیلات موجود ہیں اور بائبل ہر طرح کامل و مکمل ہے اور قرآن کریم کی محتاج نہیں ورنہ ان کو سمجھ لینا چاہیئے کہ بائبل کے متعلق ان کے دعوے بے دلیل ہیں۔ ہمیں امید نہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا پادری ہمارے اس چیلنج کو کبھی قبول کر سکے۔ یہ لاجواب اور اٹل ... ہے۔ جس پر پادریوں کا سکوت مہر تصدیق ثبت کر دے گا ؛

جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس

جماعت احمدیہ کلکتہ کا ماہانہ تربیتی اجلاس حسب پروگرام مورخہ ۳۱ر اگست ۶۹ء کو بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقرر فرمودہ عہد نامہ دہرایا گیا اس اجلاس میں مکرم مولوی بلال محمد صاحب نے "مسئلہ فلسطین" مکرم نیر دزالدین صاحب انور نے "حضرت عمرؓ اور حضرت فضل عمرؓ کی مماثلت" مکرم ظفر احمد صاحب نیشنل مینشنری نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے تین پہلو" اور مکرم ماسٹر مشرف علی صاحب ایم اے نے "ہم احمدی کیوں ہوئے" کے موضوعات پر دلچسپ تقاریر کیں

خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں اس امر کی وضاحت کی کہ آج مسلمانوں پر تنزل و ادبار کا وقت کیوں آیا ہے؟ غیر مسلموں کے ذریعہ ان کو کیوں سزا مل رہی ہے؟ اس لئے کہ انہوں نے قرآن کریم کی تعلیم کو بھلا دیا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کر دیا ہے۔ اب یہ امر ہمارے لئے باعث عبرت ہے۔ کیونکہ ہم نے بھی بیعت کر کے ایک نیا عہد خدمت دین اور اشاعت اسلام کا باندھا ہے اس لئے ہمیں اس عہد کو نبھانے کے لئے قربانیاں کرنی ہوں گی۔ اور خود عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو اپنا کر ایک اچھا نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ خدا تعالےٰ ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

اس اجلاس میں تلاوت قرآن مجید حافظ بلال محمد صاحب نے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام مکرم لطیف احمد صاحب مانی نے سنایا۔ اللہ تعالےٰ جملہ مقررین کو جزائے خیر دے۔ آمین

خاکسار شریف احمد امینی مبلغ انچارج صوبہ بنگال و اڑیسہ

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی ادائیگی

بقایا دار احباب توجہ فرمائیں

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے لئے تحریر ہے کہ حضور اقدس حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ کرم ان احباب کے لئے جو کہ اپنے وعدہ کی ادائیگی کسی مجبوری کے تحت نہ کر سکے تھے اس بابرکت تحریک میں اپنے وعدوں کی ادائیگی کے لئے آخر تبوک ۱۳۴۸ ہش مطابق آخر ستمبر ۱۹۶۹ء تک کی توسیع فرمائی ہے۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ والہانہ محبت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر کے خدا تعالےٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں۔ یہ ماہ اس بابرکت تحریک کا آخری ماہ ہے اس کے بعد کوئی قربانی اس تحریک میں قابل قبول نہ ہوگی

اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

پانچ ہزاری روحانی فوج میں شرکت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک رؤیا پانچ ہزاری فوج کے متعلق دکھائی گئی تھی جس کی ایک تعبیر تحریک جدید کے مجاہدین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لشکر جرار میں شمولیت عظیم قربانیاں چاہتی ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بھی اس کا مطالبہ فرماتے رہتے ہیں آج ہی حضور کا ارشاد موصول ہوا ہے کہ تحریک جدید کی آمد بڑھانے کی طرف فوری توجہ دی جائے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضور کی اس آواز پر لبیک کہیں اور اپنے وعدے اور بقایا جلد ارسال فرماویں۔ یہ مالی سال ۳۱ اکتوبر ۶۹ء کو ختم ہو رہا ہے وکیل المال تحریک جدید قادیان

مقاماتِ مقدسہ کی نسبت اسرائیل کے مذموم عزائم

بقیہ صفحہ ۲

اگر پاکستان کے مسلمان واقعہ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی حکومت کو توجہ دلائیں کہ ہماری جائدادوں کا کم از کم ایک فیصدی حصہ اس وقت لے لے۔ ایک فیصد حصہ سے ہی پاکستان کم از کم ایک ارب روپیہ اس غرض کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور ایک ارب روپیہ سے اسلام کی موجودہ مشکلات کا بہت کچھ حل ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی قربانی کو دیکھ کر باقی اسلامی ممالک بھی قربانی کرینگے۔ اور یقیناً پانچ چھ ارب روپیہ جمع ہو سکیگا۔ جس سے فلسطین کے لئے باوجود یورپین ممالک کی مخالفت کے آلات جمع کئے جا سکتے ہیں۔ ایک ایک روپیہ کی جگہ پر دو، دو روپیہ کی جگہ پر تین، تین روپیہ کی جگہ پر چار اور چار روپیہ کی جگہ پر پانچ خرچ کرنے سے کہیں نہ کہیں سے چیزیں مل جائیں گی۔"

حضورؓ نے فرمایا:-

"کیا اس موقع پر جبکہ اسلام کی جڑوں پر تبر رکھ دیا گیا ہے جب مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ حقیقی طور پر خطرہ میں ہیں وقت نہیں آیا کہ آج پاکستانی، افغانستانی، ایرانی، ملائی، انڈونیشین، افریقن بربر اور ترکی سب اکٹھے ہو جائیں۔ اور عربوں کے ساتھ مل کر اُس حملہ کا مقابلہ کریں جو مسلمانوں کی قوت کو توڑنے اور اسلام کو ذلیل کرنے کے لئے دشمن نے کیا ہے۔"

مسجد اقصےٰ کی بے حرمتی سے سارے عالمِ اسلام کو جو دلی زخم پہنچا ہے، خدا کرے یہ زخم عالمِ اسلام کے ایسے اتحاد کا باعث بنے جس کے نتیجہ میں یہود کو نہ صرف یہ کہ اپنے دیگر مخفی عزائم بروئے کار لانے کی ہمت نہ ہو، بلکہ قرآن و حدیث کی وہ پیشین خبریاں بھی پوری ہوں جن کے تحت یہود کو اس سرزمین میں عبرتناک سزا ملنا مقدر ہے۔ اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اپنی روحانی اصلاح کی بھی توفیق دے جس کے تحت وہ ان صالح بندوں میں شمار ہو کر ارضِ مقدسہ کے حقیقی وارث قرار پائیں جس کا وعدہ خدا کی مقدس کتابوں زبور اور قرآن مجید میں قبل از وقت دیا گیا ہے کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ اِنَّ فِي هٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۔ (انبیاء ع ۷)

پس یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ صحیح معنوں میں خدا کے عابد بندے بن جائیں اور اس کی نصرت و تائید سے حصہ لے کر اپنے دشمن پر واضح غلبہ پائیں ـــــ تا دُنیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کا نظارہ بچشمِ خود مشاہدہ کرے ـــــ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیق ۔

قرآنِ مجید کی ایک اور پیشگوئی کا ایمان افروز ظہور

بقیہ صفحہ اوّل

ہیں کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دور جا پڑے ہیں۔ علماء ستارے ہوتے ہیں اُن کا بے نور ہو کر بکھر جانا اظہر من الشمس حقیقت کے حکم میں ہے۔ ظاہری پہاڑ بھی اڑائے گئے اور بادشاہوں کو بھی تہ و بالا کر دیا گیا۔ ایسے ایسے بادشاہ جو پہاڑوں سے مضبوط قدم رکھتے تھے رُوئی کے گالوں کی طرح اڑتے ... اونٹوں کی بجائے موٹر۔ ریل۔ ہوائی جہازوں کی سواریاں دنیا بھر میں تیز رفتاری کے لئے پھیل گئی ہیں۔ چڑیا گھروں میں وحشی جانوروں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ نیز غیر متمدن قوموں کے سلئے دنیا بھر میں حشر برپا ہے۔ وہ آزاد ہو رہی ہیں، ترقی کر کے باگِ حکومت سنبھال رہی ہیں سمندروں میں طوفان برپا ہیں۔ دریاؤں سے نہریں نکال کر بنجر زمینوں کو سیراب کیا جا رہا ہے۔ اور دریا خشک ہو رہے ہیں۔ دنیا کے تمام ملکوں میں ذرائع رسل و رسائل کے فوق العادت پھیل جانے کو ہر آنکھ دیکھ رہی ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ساری دنیا ایک شہر کی طرح ہو گئی ہے۔ چند گھنٹوں میں مشرق کی خبر مغرب میں پھیل جاتی ہے۔ لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا گیا ہے۔ امنِ عامہ اور قانون کی حکومت کا یہ حال ہے کہ ہر جگہ زندہ در گور کرنا خطرناک جرم قرار پا چکا ہے۔ کتابوں اور اخبارات کی فوق التصور اشاعت کے لئے پریس ایجاد ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پھیلانے کے لئے ریلیں اور ہوائی جہاز جاری ہو گئے ہیں۔ غرض وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کا نظارہ سب کو دکھائی دے رہا ہے۔ سائینس داں کچھ عرصہ سے اجرامِ فلکیہ کی کُنہہ معلوم کرنے کے درپے تھے تاکہ آیت کریمہ وَاِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ کا نظارہ بھی دنیا کر لے اور انسانوں پر اتمامِ حجت ہو جائے۔ سو اس سال یہ واقعہ بھی ہو گیا۔ خلانوردوں کی ایک پارٹی چاند تک پہنچ گئی ہے۔ ... معلوم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اور ابھی یہ لوگ مزید اجرامِ فلکیہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسولہ الکریم ۔

اشاعتِ اسلام کا عظیم دور

زمینی اور آسمانی واقعات قرآن پاک کی صداقت پر مہر کر رہے ہیں۔ اور اب اس آسمانی تقدیر کے پورا ہونے کا وقت بالکل قریب ہے کہ انسان خدائے واحد کی ہستی پر یقین کریں گے اور قرآنِ پاک کی حقانیت پر ایمان لائیں گے۔ اور سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی حلقہ بگوشی کو انتہائی سعادت سمجھیں گے۔ ساری دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا صلے اللہ علیہ وسلم۔

جس طرح دوسری پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اسی طرح یہ آسمانی نوشتہ بھی پورا ہو کر رہے گا۔ مبارک وہ جو خدائی باتوں کو سمجھیں اور اُن پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کے ساتھ ہو آمین ۔

ضرورتِ رشتہ

یو۔پی کے علاقہ ضلع شاہجہانپور میں ایک متوسط درجہ کے گھرانے کی ایک لڑکی کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکی کے کوائف حسب ذیل ہیں۔

(۱) ـــــ عمر ۱۸ سال

(۲) ـــــ گھریلو تعلیم۔ اردو۔ ہندی۔ فارسی۔ قرآن۔

(۳) ـــــ رنگ سانولا۔

(۴) ـــــ اخلاقی حالت بہت بہتر۔

(۵) ـــــ مرکز سے تعلقات بہت اچھے۔

اگر کسی احمدی خاندان میں ایسا لڑکا جو مخلص۔ دیندار اور برسرِ روزگار ہو اور وہ اس رشتہ کے لئے خواہشمند بھی ہو تو نظارت ہذا کو اپنے کوائف پریذیڈنٹ مقامی کی تصدیق کے ساتھ ارسال کر کے خط و کتابت کریں۔

ناظرِ اُمورِ عامہ قادیان

اعلانِ نکاح

مکرم مہرالدین صاحب انصاری ابن مکرم سعد علی صاحب انصاری آف سملیہ کا نکاح مکرمہ ماجدہ پروین صاحبہ بنت مکرم سید عبدالجبار صاحب ندیبر ضلع بنارس کے ساتھ مبلغ دو ہزار روپے حق مہر پر حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل نے بتاریخ ۱۲ تبوک (ستمبر) بعد نمازِ عصر مسجد مبارک میں اعلان فرمایا اور دعا فرمائی۔ احباب دعا فرماویں اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے مبارک اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے آمین ۔

خاکسار: بدر الدین احمد عفی عنہُ

دفتر وقفِ جدید قادیان

ترسیلِ زر اور دیگر انتظامی امور کے لئے مینیجر بدر کو تحریر فرمائیں البتہ مضامین کے بارہ میں ایڈیٹر کو لکھیں ـــــ (ایڈیٹر)

ضروری اعلان

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب سابق مبلغ بمبئی کے بارے میں

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کے متعلق یہ شکایات پیدا ہونے پر کہ وہ بمبئی کی جماعت میں تعلیم اور تربیت و اصلاح کے کاموں کی انجام دہی سے غفلت برت رہے ہیں۔ اور مرکزی ہدایات و دیگر اصول کے مطابق جماعت بمبئی میں نماز باجماعت۔ درس و تدریس۔ جلسوں و دیگر بیداری پیدا کرنے والے محرکات کو ترک کر چکے ہیں اور بمبئی میں رہتے ہوئے عملاً جماعت سے لاتعلقی اختیار کی ہوئی ہے۔ نیز "الحق" بلڈنگ کی آمدنی براہِ راست خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرانے کی بجائے اس میں سے ایک کثیر رقم اپنے ذاتی مصرف میں لے آئے ہوئے جیسا کہ اُن کی اپنی تحریر مورخہ ۲۰ر نومبر ۱۹۶۸ء کے مطابق انہیں خود دو ہزار سات سو اسی روپے اپنے ذمہ واجب الادا ہونے کا اقرار ہے۔ اور باوجود توجہ دلانے کے یہ رقم انہوں نے داخلِ خزانہ نہیں کرائی۔

اِن وجوہ کی بناء پر اُنہیں بمبئی سے تبدیل کر دینے کا فیصلہ کر دیا گیا تھا۔ اور اُن کی جگہ مدراس سے مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل کو بمبئی میں متعین کر دیا گیا۔ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کے متعلق فیصلہ کیا گیا کہ وہ اپنی بیوی بچوں سمیت قادیان آجائیں۔ جہاں اُن کے مناسبِ حال کوئی کام تفویض کیا جاتا۔ لیکن انہوں نے "الحق بلڈنگ" کلب بیک روڈ سے کافی لیت و لعل کے بعد رہائش ہٹالی اور ماہم بمبئی میں مکان کرایہ پر لے کر اہل و عیال سمیت اس میں منتقل ہوگئے اور قادیان نہیں آئے۔ اور پھر خود ہی صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے استعفےٰ پیش کرتے ہوئے جماعتِ احمدیہ قادیان کی رکنیت سے علیحدگی اختیار کرنے کی بذریعہ چٹھی ۱۳ر اگست ۱۹۶۹ء ناظر دعوت و تبلیغ قادیان کو بھی اطلاع کر دی اور اخبار انقلاب بمبئی ۱۳ر اگست کی اشاعت میں بھی جماعت سے علیحدگی کا اعلان کرا دیا۔

لہٰذا چونکہ وہ خود ہی جماعت سے علیحدگی کا تحریر کر چکے ہیں اور اعلان بھی کرا چکے ہیں اس لئے تمام احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اب مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

احمدیہ صوبائی کانفرنس اُتر پردیش

بمقام راٹھ — بتاریخ ۲۲-۲۳- اکتوبر ۱۹۶۹ء

اُتر پردیش کی جماعتوں کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال صوبائی کانفرنس ۲۲ر و ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو انشاء اللہ راٹھ ضلع ہمیر پور میں منعقد ہوگی۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اس کانفرنس کو کامیاب کریں — دریافت طلب امور کے لئے حسبِ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:-

اسرار محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ — راٹھ۔ ضلع ہمیر پور (یو۔پی)

P.O. RATH Distt: Hamirpur (U.P.)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

رفتار وصولی چندہ وقفِ جدید

حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ چندہ وقفِ جدید کی وصولی کی رفتار بہت گر گئی ہے۔ اب تک کی وصولی تدریجی وصولی سے بہت کم ہے۔ جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال اور صدر صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ وصولی چندہ کے لئے اپنی جدوجہد کو تیز کر دیں۔ اور احبابِ کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے وعدوں کے مطابق جلد از جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمادیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

علاوہ ازیں آپ اس امر کو بھی ہمیشہ ملحوظ رکھیں کہ جو جماعتیں چندہ وقفِ جدید سو فیصدی وقت سے پہلے ادا کر دیتی ہیں ان کی اسم وار فہرست حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں بغرضِ دُعا پیش کر دی جاتی ہے۔ مَیں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنی جماعت کے ذمہ بقایا چندہ سو فیصدی وصولی کی طرف توجہ اور کوشش کر کے شکریہ کا موقع دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا باعث بنیں گے۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

بدر
کی اعانت ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے۔ (ایڈیٹر)

دورہ مولوی سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید

جماعتہائے احمدیہ مدراس۔ کیرالہ۔ آندھرا۔ مہاراشٹر

بدر میں شائع ہونے والے گذشتہ اعلان سے احباب کو علم ہو چکا ہوگا کہ مکرم سید بدر الدین احمد صاحب انسپکٹر وقفِ جدید وصولی چندہ وقفِ جدید اور وعدہ جات میں اضافہ کی غرض سے انشاء اللہ ۱۵ر تبوک (ستمبر) سے جماعت ہائے احمدیہ مدراس۔ کیرالہ۔ آندھرا پردیش اور مہاراشٹر کا دورہ شروع کریں گے۔ مولوی صاحب موصوف مورخہ ۲۳ر تبوک (ستمبر) تک مدراس کی جماعتوں کا دورہ ختم کرنے کے بعد کیرالہ کی جماعتوں میں جائیں گے۔ جملہ عہدیداران و مبلغینِ کرام اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مولوی صاحب موصوف کے دورہ کو کامیاب بنائیں اور اُن سے کماحقہ تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ میںگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA—1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 23-1652، 23-5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہوسکتی ہیں۔

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★ — ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ — فون نمبر 24-3272
★ — ۱/۳۱ تو پسیا پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ — فون نمبر 34-0401
تار کا پتہ — گلوب ایکسپورٹ